# خدام الدین

بانی ادارہ: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ




سلسلہ مطبوعات نمبر: ۶۳

## فسادی قائد اور خونریزی

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی الْاَئِمَّۃَ الْمُضِلِّیْنَ وَاِذَا وُضِعَ السَّیْفُ فِیْ اُمَّتِیْ لَمْ یُرْفَعْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

ترجمہ: حضرت ثوبان رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے صرف یہ خوف ہے کہ میری امت میں گمراہ کرنے والے امام پیدا ہوں گے۔ اور جب میری امت میں ایک دفعہ آپس میں تلوار چل گئی تو پھر وہ قیامت تک نہ رُکے گی۔

(مشکوٰۃ شریف، کتاب الفتن، الفصل الثانی)

اس حدیث میں خصوصیت سے ائمہ کی گمراہی کا ذکر ہوا ہے۔ ائمہ امام کی جمع ہے۔ عربی میں امام اسے کہتے ہیں جو آگے بڑھے۔ آج کل ایسے آدمی کو لیڈر، قائد، پیشوا اور سردار وغیرہ کہتے ہیں یعنی ایسا آدمی جس کا لوگ کہا مانیں۔

اس حدیث میں راوی نے دو باتیں بیان کی ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں ایک یہ کہ آپ نے اندیشہ ظاہر فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ میری امت میں ایسے لیڈر، پیشوا وغیرہ ہوں گے جو لوگوں کو سیدھی راہ سے بھٹکائیں گے۔ اور اپنی کوئی غرض حاصل کرنے کے لیے ان کو ٹیڑھی راہ پر چلائیں گے۔ دوسرے یہ فرمایا کہ مسلمانوں میں باہم تلوار ایک دفعہ چل گئی تو پھر قیامت تک چلتی ہی رہے گی۔

تاریخ بتاتی ہے کہ یہ دونوں باتیں ہو کر رہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپؐ کی امت نے آپؐ کی نصیحت سے فائدہ نہ اٹھایا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے جھتے میں اس قدر انتظام اور اتنا زور قائم رکھتے کہ خود غرض لوگوں کو بہکانے اور اپنا مطلب نکالنے کے لیے آلہ کار بنانے کا موقع نہ ملتا۔ لیکن افسوس، کہ ایسا نہ ہوا۔ نام و نمود کے طالبوں نے لوگوں کے اعتقاد بگاڑے اور الگ فرقے بنا کر خود ان کے امام بن بیٹھے

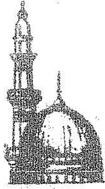
بچے جھوٹے میں تمیز مشکل ہو گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے معتزلہ، قدریہ، جبریہ وغیرہ الگ گروہ قائم ہو گئے۔ سمجھداروں نے لاکھ سمجھایا کہ اعتقاد میں بڑے بڑے صحابہؓ کا اتباع کرنا چاہیے۔ لیکن لوگوں کو دنیاوی لالچ کے مفاد نے اپنی جگہ سے ہلا دیا۔ اور بہکانے والوں کا داؤ چل گیا۔ اس طرح حضرت عثمان رضؓ کے خلاف بغاوت کر کے شورش پسندوں نے مسلمانوں کی آپس میں تلوار چلوا دی۔ غلط چلنے والوں کو اپنی غلطی نہ سوجھی اور صحیح چلنے والوں نے ان کا دبانا اپنا فرض نہ سمجھا۔ آگے چل کر جتنی باہمی لڑائیاں ہوئیں۔ ان کا پیش خیمہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا یہی واقعہ ہوا۔ اس کے بعد جو آپس کی لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو آج ختم نہیں ہوا۔ کسی نہ کسی رنگ میں آپس کی جنگ و جدل جاری ہی رہی ہے گویا کسی قوم کے لیے بڑی خرابی غلط لیڈروں کا برسرِ اقتدار آنا اور باہم خونریزی ہے۔

## حکمرانی کے اصول

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اُمَرَاءُکُمْ خِیَارَکُمْ وَاَغْنِیَاءُکُمْ سُمَحَاءَکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ شُوْرٰی بَیْنَکُمْ فَظَھْرُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ بَطْنِھَا وَاِذَا کَانَ اُمَرَاءُکُمْ شِرَارَکُمْ وَاَغْنِیَاءُکُمْ بُخَلَاءَکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَاءِکُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ ظَھْرِھَا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جب تمہارے حاکم تم میں سے بہترین لوگ ہوں اور تمہارے دولت مند سخی اور فراخدل ہوں اور تمہارے کام آپس میں مشورے سے طے پاتے ہوں تو زمین کی پیٹھ تمہارے لیے اس کے پیٹ سے بہتر ہے (یعنی تمہارا جینا مرنے سے اچھا ہے) اور جب تمہارے شریر ترین لوگ حاکم ہوں اور تمہارے مالدار بخیل اور تنگدل ہوں اور تمہارے کام عورتوں کے ہاتھ میں چلے جائیں تو تمہارے لیے زمین کا پیٹ اس کی پیٹھ

(باقی ہے)




# خدّام الدّین

فی پرچہ : ایک روپیہ


## گذارشات

پروگرام کے مطابق محدود سیاسی سرگرمیوں کے بعد وسیع پیمانے پر انتخابی مہم شروع ہو چکی ہے۔

ہر چند کہ انتخابات کے متعلق جنرل ضیا صاحب کی پریس کانفرنس سے چند روزہ التوا کا امکان سامنے آتا ہے اور بعض دوسرے لوگ بھی اس کو محسوس کرتے ہیں لیکن ابھی تک سابقہ ٹائم ٹیبل بحال ہے اور اسی کے مطابق الیکشن کی طیاری زور و شور سے جاری ہے۔

عام اہل وطن جانتے ہیں کہ مارچ ۱۹۷۷ء کا انتخاب جس بددیانتی کی بھینٹ چڑھا اس کے نتیجہ میں ایک مثالی تحریک نے جنم لیا اور وہی تحریک ظلم کی تاریک رات کے چھٹنے کا ذریعہ بنی۔

چھ سال تک چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر، صدر اور وزیر اعظم کی حیثیت سے اس ملک کے شہریوں کو ان کے حقوق سے بے دردی سے محروم کرنے والا اور وطن کے اسباب و وسائل کو بے دریغ طریق سے لوٹنے والا "قائد عوام" مکافات عمل کے فطری قانون کے تحت اپنے منطقی انجام کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے نہ صرف وہ بلکہ اس کے نگے بندھے بھی اپنے کئے کی سزا بھگت رہے ہیں۔

جنرل ضیاء الحق صاحب نے ایک سیدھے سادے مسلمان کی طرح ایک پروگرام سامنے رکھا اس پر عمل درآمد کا اہتمام کیا لیکن جہاں تک بھٹو اور اس کے حواریوں کی سیاہ عملیوں کا تعلق تھا ان سے بوجوہ تعرض نہ کیا محض تحقیق کی حد تک کام شروع کیا اور بتلا دیا کہ رپورٹ آئندہ حکومت کے سپرد کر دی جائیگی تاکہ وہ کارروائی کرے۔ خود کارروائی سے گریز کیا تاکہ "جانبداری" کا بٹہ نہ لگے،

ہمیں موصوف کے اس نقطہ نظر سے دیانتدارانہ اختلاف تھا اور ہم نے اس کا اپنے ان کالموں میں ذکر بھی کیا کیونکہ ہم یہ چاہتے تھے اور چاہتے ہیں کہ گندہ مواد قوم کے جسد ملّی سے ہمیشہ کے لیے خارج ہو جائے اور ایک فوجی حکومت یہ کام بہتر طریق سے کر سکتی ہے جبکہ سیاسی حکومت سے اس قسم کی زیادہ توقع شاید نقش برآب ثابت ہو۔

لیکن جنرل صاحب اپنے مؤقف پر ڈٹے ہوئے ہیں تاہم مختلف ستم رسیدہ لوگوں کی طرف سے عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو عدالتوں نے قائد عوام کو طلب کر لیا اور وہ اب عدالتی کارروائی کے پیشِ نظر ہی

گردشِ دوراں کا شکار ہیں۔

یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ فطری عمل ہے لیکن جیسا کہ ہم نے گزشتہ شمارہ میں عرض کیا اس پر خوش ہونے کی بجائے اس سے عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ بالخصوص ان لوگوں کو جو آئندہ زمامِ اقتدار سنبھالیں گے ہمیں چند گزارشات پیش کرنی ہیں:

۱۔ قومی اتحاد میں شامل سیاسی جماعتوں میں سے اکثر کے سربراہ اور ذمہ دار لوگ ادغام کی باتیں کر چکے ہیں۔ لیکن بعض حضرات انفرادی تشخص قائم رکھنے پر ہنوز مصر ہیں۔

رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند کے مصداق دو مختلف ذہن رکھنے والے قائدین اپنے دلائل و براہین سے خود واقف و آگاہ ہوں گے لیکن ہم حضور ختمی مرتبت کے ایک ادنیٰ امتی کی حیثیت سے یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی مختلف الخیال اور مختلف الفکر جماعتیں اپنا جماعتی و انفرادی تشخص ختم کر کے لیڈر شپ کی قربانی دے کر جب "جنتا" کا روپ دھار سکتے ہیں تو ایک خدا کے بندے، ایک نبیؐ کے نام لیوا، ایک کلمہ پڑھنے والے ایسا کیوں نہیں کر سکتے۔ جب آپ ایک پروگرام پر اکٹھے ہوئے، ایک نعرہ ایک پرچم اور ایک انتخابی نشان اپنایا۔ تو پھر اس کارِ خیر میں تاخیر کی وجہ کم از کم ہماری سمجھ سے بالا ہے۔

ہم اپنے واجب الاحترام قائدین سے گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم وحدت و یگانگت اور اجتماعیت کی ہے۔ وہ اعتصام بحبل اللہ کا داعی ہے، وہ پارٹی بازی گروہ بندی اور جماعت بندی کا نہیں "اجماع" کا علمبردار ہے۔ اور جب آپ نظامِ مصطفوی کی بات کرتے ہیں تو اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے جتنا جلدی "انفرادیت" سے چھٹکارا حاصل کر لیں گے اتنا ہی زیادہ بہتر ہوگا۔ آپ کے حق میں اور ملک و قوم کے حق میں! خدانخواستہ راستہ میں کوئی حادثہ ہو گیا اور اس سے کسی درجہ کی موجودہ اجتماعیت کو نقصان پہنچا تو قدرت کی بے آواز لاٹھی سے جو حشر ہوگا وہ معلوم! اس موجودہ کسی درجہ کی اجتماعیت کو محفوظ رکھنے کا مؤثر ترین ذریعہ مکمل اجتماعیت و یگانگت ہے اور انتخابی مہم کے سامنے اس کارِ خیر کا ہو جانا وقت کی ضرورت!

قومی اتحاد کی تحریکِ مقدس میں شریک افراد کے ہر طبقہ سے گزارش ہے کہ جس ذہنی اور اعتقادی انقلابِ عظیم سے اللہ نے ہمیں سرفراز فرمایا ہے۔ اس کے مطابق عملی انقلاب ہنوز ناپید ہے اس کوتاہی کا ازالہ ازبس ضروری ہے اور وہ اسی طرح ممکن ہے کہ یہاں کا ہر کلمہ گو مخلص مسلمان کا روپ دھار کر اوامرِ الٰہی کا پابند ہو جائے اور منہیات سے اپنا منہ یکسر موڑ لے۔ بداخلاقی و بدکرداری کا کوئی داغ ہمارے دامن پر نہ ہونا چاہیے۔ عبادت و بندگی کے تمام طور طریقے ہماری غذا بن جانے چاہئیں اور اسوۂ محمدی کے مطابق زندگی کے شب و روز گزرنے چاہئیں۔

اس کے ساتھ ہی اپنا اور اپنے قائدین کا احتساب ازبس ضروری ہے۔ اگر منبرِ نبویؐ پر عمر فاروق اعظمؓ جیسے خلیفہ کو ایک عام مسلمان ٹوک سکتا ہے تو آج کے قائدین کا احتساب کیوں نہ ہو؟

یقین کریں کہ عوام جب قوتِ احتساب سے محروم ہوتے ہیں تو لیڈرشپ بے لگام ہو جاتی ہے۔ اور ہماری تیس سالہ تاریخ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

عوام کے ہر طبقہ نے بے پناہ ایثار و قربانی کا ثبوت دیا تو عوام کو احتساب کا بھی حق استعمال کرنا چاہیے اور آپ جہاں دیکھیں کہ کوئی ذرا اِدھر اُدھر ہو رہا ہے اس کو ٹوکیں تاکہ راہِ منزل تاریک نہ ہو۔

پی پی پی کے بچے کھچے افراد سے دردمندانہ استدعا اور گزارش ہے کہ آپ سے کسی کو نفرت نہیں آپ اور آپ کے قائد کے اعمال سے نفرت تھی اور یہ تقاضائے ایمان ہے۔ لیڈر ننگا ہو چکا لیکن آپ اب بھی اس کا دم بھرتے ہیں اور سوچتے نہیں کہ دنیا کو چھوڑ کر اس کا اخروی نقصان کتنا ہوگا؟ آؤ سچے دل سے اپنے رب کے حضور جھک جاؤ اور وطنِ عزیز میں اسلامی اقدار کی سربلندی کے لیے قوم کی اجتماعی جدوجہد میں شریک ہو جاؤ۔

اور آخر میں جنرل ضیاء الحق سے گزارش ہے کہ پاکستان میں پہلی مرتبہ اس انداز کا آپریشن ہو رہا ہے تاکہ مجرم کیفرِ کردار کو پہنچیں۔ ورنہ چند سالوں تک لوٹنے والا خاموشی سے الگ

(باقی ۸ پر)

# افاداتِ محمود

**مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود زید مجدہم کے ارشادات**

مسلسل

ضبط و ترتیب : مولوی محمد یوسف خان

## مصحفِ عثمانی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وہی مصحف ان کے پاس تھا جب کہ ان کو شہید کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ تلاوت فرما رہے تھے۔ اور آپ کا لہو اس آیت پر گرا صبغۃ اللہ "الخ" اور وہ خون اسی طرح محفوظ رہا۔ آج بھی وہ مصحف عثمانی موجود ہے۔

## پہلے عربی رسم الخط میں نقاط و حرکات نہیں تھے

ان مصاحف کی کتابت عربی رسم الخط میں تھی جس میں کہ اعراب و نقاط نہ تھے۔ چونکہ عرب اہل لسان تھے ان پر التباس نہ ہوتا تھا وہ سیاق و سباق سے معلوم کر لیتے تھے کہ یہاں اعراب و نقاط کیا ہیں۔ مثلاً "فینبئکم بما کنتم تعملون" الایۃ۔ اس میں تعملون کی جگہ یعملون نہیں ہو سکتا کہ ضمائر مخاطب ہیں۔ البتہ اگر فینبئھم ہوتا تو یعملون ہوتا۔ لہٰذا اہل لسان کے لیے نقاط ہوں یا نہ تب بھی معلوم کر لیتے تھے۔

## حجاج نے نقاط و اعراب لگائے

لیکن جب اسلام وسیع ہو گیا۔ فتوحات ہوئیں۔ عجمی لوگ اسلام میں داخل ہوئے چونکہ وہ اہل لسان نہ تھے اس لیے بڑی مشقت ہوتی۔

لہٰذا عبدالملک بن مروان خلافت بنو امیہ میں اس کا اہتمام ہوا۔ حجاج بن یوسف الثقفی مبیرۃ الامۃ نے اعراب و نقاط لگائے۔ اب عجمی بھی باآسانی قرآن مجید پڑھ سکتے تھے۔ ورنہ معلوم نہیں آپ جیسے فضلا کیا کرتے۔

## حجاج جیسے ظالم نے تحریف کرنے سے انکار کر دیا

وہاں ایک بستی انطاکیہ تھی۔ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام گئے تھے۔ گویا کہ ایک تشریعی اور ایک تکوینی پیغمبر گئے۔ تو بستی والوں نے انکار کر دیا۔ اور وہ بستی والے تمام دنیا میں ذلیل و رسوا ہوئے۔ لہٰذا جس وقت حجاج یہ اعراب و نقاط لگا رہا تھا اس وقت انطاکیہ کے لوگ آئے اور بہت بڑی رشوت دے کر کہا کہ ایک کام کر دو کہ ...... فابوا ان یضیفوھما کی جگہ فاتوا ان یضیفوھما کر دو حرف دو نقطے لگا دو۔ اور کوئی رسم الخط نہ بدلو۔ تو حجاج جو کہ بڑا ظالم تھا کہا۔ جانتے ہو میں کون ہوں۔ اور پھر کہا کہ اگر تم آسمان و زمین کے درمیان سونے سے بھر دو پھر بھی میں نہ بدلوں گا۔

## حفاظتِ قرآن خدا نے ظالم سے بھی کروائی

دیکھئے! خدا نے حفاظت قرآن ایک ظالم سے بھی کروائی کہ بہت بڑا ظالم تھا۔ اقتدار کے حصول کے لیے ظلم کیا تھا۔ اس کے باوجود بھی تحریف پر قادر نہ ہوا لیکن آج کا ظالم، اقتدار کو حاصل کرنے والا ایک حرف کو بھی

باقی رکھنے پر راضی نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ ظالم ظالم میں فرق ہے۔

## ارکانِ قرآن

علامہ شاطبی و جزری نے لکھا ہے۔ قرآن کے تین ارکان ہیں:۔

اوّل : توافق باللغۃ العربیہ۔

ثانی : توافق برسم الخط۔

ثالث : تواتر بالاسناد۔

پہلا رکن تو واضح ہے۔ دوسرا رکن توافق رسم الخط ہے۔ لہٰذا مصحف عثمانی کا خط بھی متواتر المنقول ہے۔ لہٰذا اگر یہ قرآت کا متحمل ہے تو قرآن۔ ورنہ نہیں۔ اب قراء کا اختلاف مالک یوم الدین میں ہے کہ بدون الالف عاصم اور کسائی پڑھتے ہیں، بالالف حفص پڑھتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہاں "ملک" لکھیں گے۔ الف کے ساتھ یعنی "مالک" نہیں لکھا جائے گا۔ چونکہ عربی زبان میں بسا اوقات الف حذف ہو جاتا ہے لہٰذا یہاں "مالک" اور "ملک" دونوں محتمل ہیں۔

نیز جیسے وننشر رحمۃ، اور وینشر رحمۃ بلا نقاط ایک ہی رسم الخط ہے اور وما یخدعون میں خ پر کھڑی زبر لگا دیں تو وما یخادعون پڑھا جائے گا جبکہ رسم الخط ایک ہے اسی طرح یُکَذِّبون اور یکذِبون بھی ایک رسم الخط ہے۔

تو ہر وہ حرف قرآن شمار کیا جائے گا جو کہ رسم الخط کے موافق ہو۔

لہٰذا جیسے شاذ روایتِ اعمش ہے۔

وَما اوتیتم من العلم ........

کے بجائے وما اوتوا کہا۔ تو یہ شاذ ہے — کیونکہ رسم الخط کے مخالف ہے۔

اور تیسرا رکن تواتر بالاسناد ہے۔ چنانچہ امام جزری نے طیبہ میں قرأت عشرہ کو ثابت کر دیا ہے

اور علامہ زمخشری (جو کہ معتزلی ہیں) نے ابن عامر شامی کی ایک روایتِ متواترہ کا انکار کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ:

وکذالک زیّن لکثیر من المشرکین قتل اولادھم لشرکاؤھم

اس میں ابن عامر کہتا ہے کہ یہاں قتلَ اولادَھم لشرکائِھم ہے۔

تو یہاں قتل مضاف الی الشرکاء ہے لیکن زمخشری نے کہا ہے کہ عربی زبان میں فصل بین المضاف والمضاف الیہ جائز نہیں ہے لہٰذا اس نے انکار کر دیا۔

لیکن علامہ شاطبی نے بتلایا ہے کہ یہ جائز ہے۔ اور عرب کے بہت سے قصائد نقل کر کے کہا کہ فصل بالاجنبی ناجائز ہے لیکن یہاں فصل بالاجنبی نہیں ہے لہٰذا جائز ہے —— تو یہ ارکان قرآن کا ذکر تھا۔

## مسئلہ سبعہ احرف

حدیث میں ہے انما انزل القرآن علی سبعۃ احرف۔ اس کی وضاحت کے لیے پہلے بخاری و مسلم کی روایت مدنظر رکھئے۔

عن عمر بن الخطاب قال سمعت ھشام بن حکیم بن حزام یقرأُ سورۃ الفرقان فی حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ۔ فاستمعت لقراءتہٖ فاذا ھو یقراء علی حروفٍ کثیرۃ لم یقراء فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکدت اساورہ فی الصلوٰۃ فتربصت حتی سلّم فلببتُہٗ بردائہٖ فقلت من اقرأک ھذہ السورہ التی سمعتک تقرأُھا فقال اقرأَ فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت کذبت فانطلقت بہ اقودہٗ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی سمعت ھذہٖ یقراء سورۃ الفرقان علی احرفٍ لم تقرأُ فیھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسلہ۔ فقال اقراء یا ھشام فقراء علیہ القراۃ التی سمعتہ یقراءھا۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ھکذا انزلت۔ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقراء یا عمر۔ فقرأت قراءتی التی اقرأنی فیھا۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ھکذا انزلت ثم قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم۔ ان هذا القرآن انزل علی سبعة احرف، فاقرؤا ماتیسر منه "الحدیث"

القصہ حضرت عمرؓ و حضرت ہشامؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مختلف قرائتیں پڑھیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا ہے پس جس کو تم آسان سمجھو پڑھو۔

علماء نے سبعۃ احرف کی تفسیر و توجیہ میں اختلاف کیا ہے۔

توجیہ اوّل۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد حصر فی السبعۃ نہیں بلکہ سات کا عدد مبالغہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

وللکثرت و للزیادہ سبعین۔ کما قال اللہ تعالیٰ ان تستغفر لهم سبعین مرةً تو محض کثرت مراد ہے۔

توجیہ دوم۔ بعض کے نزدیک السبع من المعانی مراد ہیں۔ (۱) وعد (۲) وعید (۳) امر و نہی (۴) محکم و متشابہ ۵۔ حلال و حرام (۶) قصص (۷) امثال۔ لیکن یہ توجیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ میں فرق ہے چونکہ قرأت علی حروف کثیرۃ آیا ہے۔

توجیہ سوم: بعض کہتے ہیں کہ تلاوت کے طریقوں میں اختلاف ہے۔ جیسے ادغام، اظہار، امالہ، الف مدہ و قصر۔ کہ حروف مقطعات میں امالہ بھی ہے اور الف بھی ہے۔ مثلاً "مالک یوم الدین" میں عاصم حفص کی روایت میں مالک ہے۔ کسائی کوفی بھی مالک پڑھتے ہیں لیکن باقی ملک پڑھتے ہیں۔

توجیہ چہارم: بعض کے نزدیک قرائت سبعہ مراد ہیں یعنی ......

۱۔ نافع مدنی (۲) ابن کثیر (۳) ابو عمر مصری (۴) ابن عامر شامی (۵) عاصم کوفی (۶) حمزہ کوفی (۷) کسائی۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہی توجیہ صحیح ہے۔ لیکن اس کا میں جواب دیتا ہوں۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اس لیے کہ قرأت سبعۃ پر اجماع ہے لیکن قرأت عشرہ بھی تو متواترہ ہیں۔ امام جزری نے طیبة النشر فی العشر میں متواترہ کہا ہے۔ نیز یہی شاطبی نے قصیدہ میں بھی کہا ہے۔

الغرض دس محقق ہیں یعنی جمہور امّت اس پر متفق ہیں اگرچہ اجماع نہیں ہے۔

اور پھر یہ بھی ہے کہ سبعہ کے ہر قاری سے دو روائتیں منقول ہیں۔

مثلاً نافع مدنی سے ورش، قالون۔ ابن کثیر سے بزّی، قنبل۔ ابو عامر سے دوری، سوسی۔ ابن عامر شامی سے ہشام، ابن ذکوان۔ عاصم کوفی سے شعبہ، حفص۔ حمزہ کوفی سے خلف، خلاد۔ کسائی سے ابوالحارث، دوری لہذا یہ کل چودہ لازماً ہوگئے۔ اور عشرہ کے باقی تین قراء کی بھی دو ہیں تو کل بیس روایات ہوگئیں۔ اور سب کی سب متواترہ ہیں لہذا یہ توجیہ قابل قبول نہیں ہے۔

یاد رہے۔ یہ اختلاف قرائت ایسا اختلاف نہیں جو کہ ائمہ فقہا کا ہو چونکہ فقہ منحصر ہے ایک روایت ہیں۔ لیکن قرائت ہر راوی کی روایت جبرئیل نے اسی طرح نازل کی ہے۔ من السماء لہذا ان روایات متواترہ کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ البتہ ہمارا مذہب حفص ہے۔

توجیہ خامس: ابو عبید کے نزدیک سات لغات مراد ہیں۔ یہ لغات عرب کے مختلف قبائل کی ہیں مثلاً قریش، بنو ہوازن، بنو تمیم، بنو ہذیل، بنو طی، اہل یمن وغیرہ۔

راجح توجیہ خامس ہے کہ ابتداء میں سات لغات پر نازل کیا گیا پھر حرف قریش پر جمع کر لیا گیا۔

راجحیت کی دلیل کے طور پر مندرجہ ذیل احادیث مدِنظر رکھیں:

عن عبداللہ بن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقرأنی جبرئیل علی حرفٍ فراجعته فزادنی فلم ازل استزیده ویزیدنی حتی انتهی الی سبعة احرف "الحدیث" رواہ البخاری ومسلم۔

رواہ المسلم عن ابیّ بن کعب قال کنت فی المسجد مذخل رجلٌ یصلی نقراء قرائة

انکرتہا علیہا ۔ ثم دخل آخر فقراء قرائۃ
سوی قرائۃ صاحبہ فانکرتہا علیہا فلمّا
قضیا الصلوٰۃ دخلنا جمیعًا علیٰ رسول اللّٰہ صلی
اللّٰہ علیہ وسلم، فقلت ان ھٰذا اقراء قراءۃ
انکرتہا علیہا فدخل آخر فقراء قراءۃ سوی
قراءۃ صاحبہ فامرھما رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم فقرآء فحسّن النبی صلی اللّٰہ علیہ
وسلم شانہما فسقط فی نفسی التکذیب ۔
(فی بیان الوحی) ولا اذا کنت فی الجاہلیۃ
بل اُسُدّ من ذالک فلما رایٰ رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما      حوف فی صدری
ففضت عرقًا وکانما انظر الی اللّٰہ عزوجل
فرقًا فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم، یا اُبَیّ اُرسل
الیّ ان اقراء علیٰ حرفٍ واحدٍ فرددت علیہ
من ھوب علیٰ امتی فردّ علی الثانیہ ۔ ان
اقراءہٗ علیٰ حرفین فرددت علیہ من ھوب
علیٰ امتی فردّ الیّ اللّٰہ اللّٰہ ان اقرأہٗ علیٰ
سبعۃ احرف ۔ وقال اللّٰہ ذالک بکل ردّۃٍ
رددتہا مسئلہ تسئلنیہا ۔ فقلت اللّٰہم اغفر
لامتی ۔ اللّٰہم اغفر لامتی واخرف الثالثہ
لیوم یرغب الیّ الناس حتی ابراھیم (ای
عند الشفاعۃ الکبریٰ) الحدیث (رواہ مسلم)

لہذا اس حدیث مفصل سے بھی معلوم ہوا کہ لغات
لغات ہی مراد ہیں ۔ سبعہ احرف سے ۔ اور یہی فرق
ہے جمع عمرؓ و جمع عثمانؓ میں تمام لغات پر قرآن مجید
کو جمع کیا گیا تھا اور جمع عثمانؓ میں ۔ صرف لغت
قریش پر جمع کیا گیا ہے جو کہ اصل تھا ۔ لہذا میرے
نزدیک سبعۃ احرف سے سات لغات مراد لینا ہی
بہتر توجیہ ہے ۔

**بقیہ : اداریہ**

ہو گیا اور بعد میں آنے والا اور زیادہ جری ہو گیا ،
آپ اس عمل خیر کے لیے سب کچھ کر گزریئے اور
ایسا اپریشن کیجئے کہ ذرہ برابر گندہ مواد باقی نہ رہے
سیاست دانوں میں، سول انتظامیہ میں اور ہر طبقہ میں
آپریشن اور مکمل آپریشن قوم کی آواز ہے اور اس مسئلہ
میں قوم کی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں !

علی

---

## شمس الدین شہید اور منیر شہید

میرے محبوب بھائی مولانا سید شمس الدین شہید کے
قاتل اور ان کے سرپرست بالکل واضح ہیں ظاہر ہیں
لیکن ابھی تک ان کے لیے قانون حرکت میں نہیں آیا ۔
شاید کہ سلسلہ نمبروار چل رہا ہو ۔ لیکن اس میں تاخیر ہو گی
اور بے مقصد !

ایک ایک شہید کا خون ناحق عدل و انصاف کو آواز
دے رہا ہے اور تقاضا کر رہا ہے کہ قاتلوں کی سرعام
گردنیں اڑا دو تاکہ آئندہ کوئی بھی خون انسانیت
سے ہولی نہ کھیل سکے ۔

اور جی ہاں خانوادہ قادریہ کا گل سرسبد جوان سال
منیر شہید امروٹی بھی ظلم کا شکار ہوا ہے لیکن اس محاذ
پر بھی خاموشی ہے ۔

ہماری استدعا اور گذارش ہے کہ ایک ایک شہید
کے قاتل کو پکڑو اور سرعام گردن اڑاؤ کہ یہی انسانیت
کی سچی خدمت ہے ۔

اس معاملہ میں چھوٹے بڑے کی تمیز روا رکھنے سے
غضب الہٰی کا نزول ہو گا ۔ خدا بچائے !

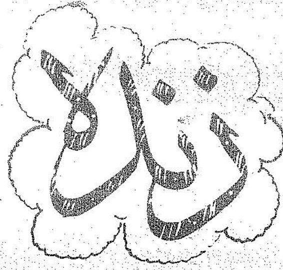
---

## طلبۂ علوم دینیہ کے لیے خوش خبری

خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب کے
زیر اہتمام جامعہ رحمانیہ قلعہ گوجر سنگھ کے نام سے ایک نیا مدرسہ
قائم کیا گیا ہے ۔ جس میں درس نظامی کے علاوہ مولوی فاضل وغیرہ
کی تیاری بھی کروائی جائے گی داخلہ دس تا تیس شوال تک جاری رہیگا
علوم دینیہ کا شوق رکھنے والے طلبہ کو اس زریں موقعہ سے ضرور فائدہ
اٹھانا چاہیے ۔

منجانب : ناظم جامعہ رحمانیہ قلعہ گوجر سنگھ ، عبدالکریم روڈ لاہور

مولانا ابوالکلام آزاد



# زندہ تحریریں

نمرود، قارون اور فرعون نے اپنے اپنے زمانہ میں اخلاقی قدروں کے پیمانے توڑے۔ خدائے پاک کی عظمت و عزت سے کھیلے۔ اور خدائی کے دعوے کیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دنیا سے گئے اور ایسے گئے کہ آج دنیا انہیں نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے اور وہ اپنے پیچھے ایسی داستانیں چھوڑ گئے ہیں جو ذلّت و رسوائی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ نمرود نے اخلاقی اقدار کو توڑا، خدائی کا دعویٰ کیا تو خدا نے اس کی خدائی کو توڑنے کے لیے حضرت ابراہیمؑ کو بھیج دیا۔ فرعون نے بھی یہ طریقہ اور انداز اختیار کیا تو خدا نے اس کے لیے موسیٰ علیہ السلام کو بھیج دیا۔ الغرض جب کبھی حق اور باطل کی جنگ ہوئی تو باطل ہارا اور حق ہمیشہ کامیاب ہوا۔

یہ دنیا آج بھی دو طبقوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک وہ طبقہ ہے جو ظلم و زیادتی کو روا اور جائز سمجھتا ہے اور دوسرا طبقہ وہ ہے جو اخلاقی قدروں کو پائمال ہوتا ہوا دیکھ کر ظلم کے خلاف اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اقتدارِ وقت کے ہاتھوں مصیبتیں جھیلتا، تکالیف اٹھاتا اور اذیتیں سہتا ہے اور پھر صبر کرتا اور کہتا ہے۔ "اے خدا! ظلم کی زنجیریں کاٹ، اور ظلم و ستم سے آزاد فرما۔"

ان کی نیم شبی کی دعائیں بابِ عالی پر جاتی ہیں اور رحم کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہیں، اللہ کی رحمت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور غائبانہ ان کی امداد ہوتی ہے۔ یہ کام پیغمبروں نے کیا۔ وہ لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتے اور نیک و بد بتاتے تھے۔ لیکن اب پیغمبرِ اسلام حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی تو آنا نہیں۔ اب یہ کام امّت نے ہی کرنا ہے۔ صالحین، علمائے حق اور مومنین نے ہی کرنا ہے۔

زمانہ دیکھ رہا ہے کہ آج بھی اخلاق کا دامن تار تار ہے۔ چوری، ڈکیتی، قتل و غارت گری کا شور ہے۔ زناکاری اور شراب نوشی کا زور ہے۔ غرضیکہ شرم و حیا کی کشتی ڈوب چکی ہے اور ظلم و زیادتی، بدکاری، اوباشی خوب پھیلتی جا رہی ہے۔ اب عوام اور علماءِ حق کا یہ فرض ہے کہ ان برائیوں کا مضبوط ہاتھ سے قلع قمع کر دیں، بدیوں کے چراغ گل اور نیکیوں کے چراغ روشن کریں۔ مگر اکثر یہی دیکھنے میں آیا ہے، کہ جب کبھی بھی نعرۂ حق بلند ہوا تو اسے زمانے کے نمرودوں اور فرعونوں نے دبانے کے لیے پورا پورا زور لگایا۔ مگر یاد رکھئے کہ حق دنیا میں دبنے کے لیے نہیں آیا بلکہ بلند ہونے کے لیے آیا ہے۔ حق کا یہ نعرہ ہے کہ "اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام چلے گا"۔ وقت کا اہم ترین تقاضا ہے اور دنیا کے دلوں کی دھڑکن ہے اور اسی میں راہ نجات اور چھٹکارا ہے۔ کیونکہ اللہ کے پیارے اور آخرالزماں نبی محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پکار پکار کر فرما رہے ہیں:۔

"بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے۔"

سچ ہے کہ اگر کوئی کلمۂ حق کہتا ہے تو اس میں زمانہ کو کیا گلہ ہے ؎

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
ترا وجود ہے صرف خدا کے لیے

مگر ہماری دنیا کے کچھ عاقبت نااندیش لوگ "چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی" کی لہروں میں بہہ گئے اور اقتدار کی ہاں میں ہاں ملانے لگے اور اس طرح حق کو مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ شاید انہیں معلوم نہیں کہ خدا والے زمانے کو اپنے رُخ پہ بدلا کرتے ہیں خود زمانے کے ساتھ نہیں بدل جاتے۔ زمانہ گواہ ہے کہ آپؐ اس دنیا میں تشریف لائے تو زمانہ پر کفر و شرک کے اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کفر و شرک میں نہیں بہے بلکہ کفر و شرک کے بتوں کو توڑ کر ایک اجلا اور نکھرا معاشرہ پیدا کیا۔ دنیا کو عمدہ اخلاق اور اچھے کردار کا سبق دیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ دنیا سے کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھٹ گئے اور اللہ کی عظمتوں کے نورانی سویرے آ گئے۔ وقت کی ضرورت ہے کہ خدا کی زمین پہ خدا کے نظام کو نافذ کرنے کے لیے صاحبِ ایمان اٹھیں، بچے، جوان اور بوڑھے اٹھیں بزرگانِ دین اٹھیں۔ میں بزرگانِ قوم سے کہتا ہوں ؎

رہبرانِ قوم سوچو ہے یہ تدبیر کی گھڑی
دُور ہے منزل ابھی کرنا ہے کیا کرنا ہے کیا

اور پُرجوش ولولوں اور پُرخلوص عزم والوں سے اپیل کرتا ہوں ؎

اٹھو زمانے کی روایات بدل ڈالو
اور پھر سے رخِ گردشِ حالات بدل ڈالو

اور میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ؎

احساس کی پلکوں پہ لرزتے ہیں ستارے
میں عزم کا ایوان سجاؤں نہ سجاؤں
شرم کے ہاتھوں میں ہے اغراض کا خنجر
اک نعرۂ بے باک لگاؤں نہ لگاؤں

شراب ام الخبائث ہے۔ اس کے پیمانے توڑ پھینکئے وقت کی للکار اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار یہی ہے۔

(شراب کی پابندی تو لگ چکی۔ اس ضمن میں شرعی سزا کا نفاذ اور اس پہ سختی سے عمل درآمد ضروری ہے۔ مدیر)

؎ جو ڈوب چلے ان گلاسوں میں نہ ابھرے پھر جوانی میں
ہزاروں بہہ گئے ان بوتلوں کے بند پانی میں
نہ کر برباد زندگی اپنی او بوتل کے دیوانے!
ملی ہے زہر شربت میں چھپی ہے آگ پانی میں

بات ختم کرتے ہوئے خدا سے دعا کرتا ہوں:-

کچھ سدِ بابِ گردشِ دوران کیجئے
دشوارئ حیات کو اب آسان کیجئے

دنیا بہت پریشان ہے اس کی پریشان حالی پر رحم کیجئے ——— وما علینا الا البلاغ




# اعلان داخلہ

مدرسہ دارالعلوم عثمانیہ (رجسٹرڈ) ایک دینی و علمی درسگاہ ہے جو ایک عرصہ سے حسب استطاعت علوم دینیہ عربیہ کی تعلیمی و تدریسی خدمات بہترین طریقہ پر سرانجام دے رہا ہے۔

دارالعلوم میں حفظ و ناظرہ، قرأت و تجوید سے قرآن مجید پڑھنے والے طلبہ کے علاوہ درس نظامی (دینی مدارس کے مروّجہ نصاب) کی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو بھی ہر سال داخل کیا جاتا ہے۔

بیرونی و مقامی مستحق طلبہ کو رہائش و کتب خواندگی کے علاوہ خورد و نوش کے لیے مناسب مقدار میں ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے بفضلہ تعالیٰ مدرسہ ہذا کو قابل محنتی و مخلص اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں۔

مدرسہ ہذا میں امسال داخلہ انشاء اللہ تعالیٰ سات سے بیس شوال تک جاری رہے گا۔

خواہشمند طلبہ کو چاہیے کہ بروقت ناظم دارالعلوم سے رابطہ قائم کریں۔

منجانب الاحقر غلام مصطفیٰ ناظم دارالعلوم عثمانیہ
(سابق مدرس جامعہ اشرفیہ) ۸۵ رسول پارک اچھرہ لاہور

۱۴۷۰

محمود احمد براق المصری

ترجمہ: عبدالصمد صارم الازہری

# ایک خدا ناآشنا سرمایہ دار کا عبرتناک واقعہ

بنی اسرائیل اس وقت سے مصر میں آباد تھے جب وہ اپنے والد یعقوب علیہ السلام کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے۔ مصری قوم کے مقابلہ میں وہ ترفّع اور خودپسندی سے کام لیتے تھے اسی وجہ سے ان کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات قائم نہ کرتے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم ان لوگوں سے بلند ترین حیثیت کے مالک ہیں اور خدا نے ہمیں ایک پسندیدہ و منتخب قوم کی حیثیت سے تخلیق کیا ہے۔ ہم یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل تھا جس کے معنی ہیں عبداللہ۔ یہ حضرت اسحٰق بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فرزند تھے۔

مصریوں نے ان کے اس ترفّع کو قطعاً پسند نہیں کیا۔ اور نہ کبھی ذہنی طور پر اسے تسلیم کرنے کو تیار ہوئے۔ فرعونِ مصر نے عام رعایا کو قومیت کے اس مسئلہ میں باہم دست و گریباں دیکھا تو اس کو قومی اجتماع اور فلاح و ترقی کے منافی سمجھتے ہوئے اس سے سخت نالاں ہوا۔ وہ خود ہی یہ محسوس کر رہا تھا کہ اس میں سراسر زیادتی بنی اسرائیل کی ہے وہ مصریوں کے ساتھ مل جل کر رہنے میں اپنی بے عزتی خیال کرتے ہیں۔ فرعون نے بنی اسرائیل کا یہ غرور توڑنے کی ٹھان لی۔ ان کو شب و روز نہائت تھکا دینے والے کاموں اور پامال قسم کی صنعت و حرفت کے کاموں میں بزور و قوت جکڑ کر رکھ دیا، ان پر ایسے جابر عمالِ حکومت اور فوجی افسر مقرر کئے۔ جوان کو مارتے اور طرح طرح سے عذاب دیتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ذہنی طور پر ان لوگوں میں مسکنت و بیچارگی کا احساس جنم لینے لگا، جہالت کا دور دورہ ہوا۔ گوناگوں ادبار و نکبت میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے وہ لوگ احساسِ کمتری کا شکار ہو گئے۔

گردشِ ایام سدا ایک ہی نہج پر نہیں رہتی۔ بنی اسرائیل کی قوم بھی اس خدائی قانون سے محروم نہ رہی۔ اس قوم نے بہادر اور جلیل المرتبت ہستی کو جنم دیا جو نہائت حسین و جمیل بلند فطرت چوڑا چکلا، ذکاوت و ذہانت والا اور بیدار مغز انسان تھا۔

جس کا نام "قارون" تھا۔

قارون کو اس کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ اس کی قوم کس اندوہناک مصیبت و ذلت میں گرفتار ہے۔ وہ صرف اپنا نفع سوچتا تھا اور اپنی ذاتی اغراض و مقاصد کے پیچھے سعی و جستجو کرنا جانتا تھا۔ اس نے فرعون کے درباریوں سے تعلقات استوار کئے۔ اپنی ذہانت و تدبیر سے اس قدر مضبوط روابط پیدا کئے کہ وہ اس سے محبت کرنے لگے۔ یہی نہیں بلکہ وہ فرعون کا بھی دوست بن گیا۔ اس نے اُسے اپنا مقرب بنا لیا۔ پُرعیش زندگی گزارنے کو جائیداد بخشی، مال دیا اور بے شمار بکریاں، گھوڑے اور مویشی عطا کئے۔ وہ اپنی قوم بنی اسرائیل میں بہت بڑا آدمی ہو گیا۔ وہ اُسے شان و عظمت میں بہت سربلند دیکھتے تھے۔ گو وہ ان کے لئے قطعاً غیر مفید تھا، اس کا نفوذ، اس کا مال ان کے لیے کچھ بھی فائدہ مند نہ تھا۔ وہ جس طرح فرعون کے غلام پہلے تھے، اب بھی تھے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام اسرائیلی تھے۔ فرعون کے شاہی محل میں ان کی تربیت ہوئی تھی۔ ان کے حالاتِ زندگی تم ان کے واقعات و سوانح میں پڑھ چکے ہو لیکن ان میں اور قارون میں فرق یہ تھا کہ قارون خودغرض آدمی تھا۔ وہ صرف اپنی بھلائی اور بہتری کی سوچتا تھا۔ اور اس کے برخلاف موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی بہبودی کے لیے سرگرم تھے۔ اس سلسلہ میں وہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

قارون، بنی اسرائیل کو قناعت پسندی اور فرعون کی طرف سے مسلط کی ہوئی ہر بلا پر شکرگزاری کی تعلیم دیتا تھا۔ وہ کہتا تھا۔

"تم میں سب سے اچھا اور نیک انسان وہ ہے جو زبان سے اُف نہ کرے۔ جس حالت میں بھی ہو خاموشی سے اسی پر قانع رہے لیکن موسےٰ علیہ اسلام اس ذلت آفریں سلوک سے قطعاً بیزار و متنفر تھے۔ وہ بنی اسرائیل کی زندگی میں انقلاب لانا چاہتے تھے۔ قوم پر وہ کوئی مصیبت ٹوٹتی ہوئی دیکھتے تو غضب ناک ہو جاتے ایک روز موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک مصری اور اسرائیلی آپس میں لڑ رہے ہیں اور معاملہ زد و کوب کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ اسرائیلی غریب، مصری کے ہاتھوں بُری طرح پٹ رہا تھا۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو ان سے فریاد کی۔ موسیٰ فوراً آگے بڑھے اور مصری کو ایک ایسا گھونسہ رسید کیا کہ وہ اسکی تاب نہ لا سکا گرا اور وہیں ہلاک ہو گیا۔

اگلے روز اسی اسرائیلی کو کسی دوسرے مصری کے ساتھ پھر اسی قسم کا واقعہ پیش آیا۔ فرعون کو موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ معلوم ہو گیا تھا۔ وہ نہایت غضب ناک ہوا۔ اس نے اراکین سلطنت سے مشورہ کیا کہ موسیٰؑ کو کیا سزا دینی چاہیئے۔ سب نے ایک رائے ہو کر کہا۔

"کہ موسیٰؑ کو قتل کر دینا چاہیئے۔ اسی طرح اس سے گلو خلاصی ہو سکتی ہے۔"

لیکن رب العزت جس نے ہمیشہ حق کی نصرت و حفاظت فرمائی ہے موسیٰؑ کا مددگار ہوا۔ ایک شخص یہ خبر لے کر دوڑا ہوا ان کے پاس پہنچا کہ دربارِ فرعون میں آپ کے قتل کا مشورہ ہو رہا ہے اس نے ہمدردی کرتے ہوئے نصیحت کی کہ آپ فوراً شہر سے باہر کہیں چلے جائیں۔ موسیٰؑ ڈرتے ہوئے بچ بچا کر وہاں سے روپوش ہو گئے۔ وہ بعید المسافت شہر مدین چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔

۲

موسیٰؑ کے مصر سے نکل جانے کے بعد قارون کے لئے فضا صاف ہو چکی تھی۔ بنی اسرائیل کو اب اپنے سامنے قارون کے سوا کوئی نہ نظر آتا تھا۔ فرعون نے اس کو بنی اسرائیل پر حاکم مقرر کیا۔ قارون نے بجائے اس کے کہ وہ ان کے لئے پیغامِ رحمت ثابت ہوتا۔ ان کو طرح طرح کی فرعونی مصالح و خدمات میں جکڑ بند کر دیا۔ وہ غریب کاشت کی زمینوں کو کھودتے۔ بیج بوتے۔ پانی دیتے اور فصل پک کر تیار ہو جاتی تو کٹائی کرتے۔ فرعون کے گھوڑوں۔ بکریوں اور مویشی کو چراتے۔ ان کی مزدوری بس اس قدر تھی کہ جس سے وہ اپنی گزر اوقات کر سکیں۔ قارون زراعت میں بڑا ماہر تھا اس کی پیداوار میں بہت اضافہ ہوا۔ مویشیوں کی نسلیں بھی خوب بڑھیں وہ تجارت میں بھی بڑا ماہر تھا۔ اس نے پیداوار کو کثیر منافع پر فروخت کرنا شروع کیا، وہ اندرون ملک ہی تجارت پر قناعت نہ کرتا تھا بلکہ اس نے یہ سلسلہ بیرونی ملکوں، لیبیا، بلاد نوبہ، فلسطین اور شام تک پھیلا دیا تھا۔ پھر ان ملکوں سے وہ بے شمار تجارتی سامان درآمد کرتا تھا غرض درآمد و برآمد کا یہ ایک ایسا وسیع نظام تھا کہ خشکی میں تجارتی قافلے اور سمندر کی سطح پر بھرے بھرے جہاز مصر کے چاروں طرف ملکوں میں دوڑ رہے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت کے کاروبار میں بے حد نفع ہوا۔ کام کرنے والوں کی کثرت اور لگاتار جدّ و جہد میں مشغول کارندوں کا جال بچھ گیا۔

وہ یہ تمام امور نہایت بیدار مغزی اور ہوشیاری سے انجام دے رہا تھا۔ کسی وقت بھی حالات کی رفتار سے غافل نہ ہوتا نہ یہ تمام حرکت و رفتار کبھی اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوتی۔ وہ ایک طرف اس پھیلے ہوئے وسیع تجارتی سلسلہ کو کامیابی سے چلا رہا تھا اور دوسری طرف زراعت کے میدان میں نگرانی کرنے اور اس کو ترقی دینے سے کبھی بددل یا تنگ نہ ہوتا تھا۔ اس کا یہ کارنامہ اس قدر متنوع اور کثرت مشاغل پر مشتمل تھا کہ نہایت چاق چوبند اور باہمت لوگوں کی ایک پوری جماعت بھی اس کو انجام نہ دے سکتی تھی۔

خدا نے اس کو اس قدر بھرپور خزانے عطا کئے کہ ان کی کنجیاں بھی ایک مضبوط جماعت سے اٹھائے نہ اٹھتی تھیں۔ مطلب یہ کہ اس نے اس قدر کثیر سرمایہ، اپنی مشقت و ذہانت سے پیدا کیا تھا کہ اتنے سرمایہ کی فراہمی بڑے بڑے مستعد اور بہادروں کے بھی بس کی بات نہ تھی۔

یہ تھی قارون کی سرمایہ دارانہ زندگی۔ وہ اسی کے بل بوتے پر حکمران اور قابل اطاعت بنا ہوا تھا۔

ایک طویل دور یوں ہی گزر گیا۔ اس درمیان میں لوگ موسیٰؑ کو بھول چکے تھے، اور قارون کی عظمت و دولت کا سکہ بیٹھ چکا تھا۔ وہ فرعون کا با اعتماد اور سلطنت میں پوری طرح دخل رکھنے والا گہرا دوست تھا۔ بنی اسرائیل کے تمام امور اسی کے ہاتھ میں تھے۔ وہ بے چارے اسی کو اپنا ناخدا اور قسمتوں کا مالک تصور کرتے تھے، کچھ لوگ خوشامد پسند بن گئے تھے۔ کچھ اس کے گرد اس لئے جمع ہو گئے تھے تاکہ اس سے کچھ مال یا جاہ کا فائدہ حاصل کر سکیں۔

قارون کا رویہ بھی ان لوگوں سے نرمی کا تھا۔ اس نے اس قسم کے لوگوں کو اپنا تقرب بخشا، ان میں سے چیدہ چیدہ لوگوں کو مرتبوں پر فائز کیا جو اس کی نیابت میں بنی اسرائیل پر حکومت کرتے تھے۔ اور اس کے مقام کی ان میں نشر و اشاعت کرتے تھے۔

تمام کاروبار یوں ہی چل رہا تھا کہ اچانک ایک بڑا حادثہ رونما ہوا۔ سارا ملک تھرا گیا۔ بنی اسرائیل کے دل دہل گئے۔ نوجوان موسیٰؑ جو ایک عرصہ سے روپوش تھا خفیہ طریقہ سے اندرون ملک داخل ہو چکا تھا۔ اس کا ظہور ایک ناگہانی طور پر ہوا تھا۔ مظلوم قوم بنی اسرائیل کی ایک جماعت اس کے ساتھ تھی۔ فرعون کے منہ پر وہ کھلے بندوں بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ اٹھا رہے تھے۔ ان کا نعرہ تھا کہ اب بنی اسرائیل فرعون کے غلام ہرگز نہیں رہیں گے۔

موسیٰؑ کے اس طرح اچانک ظہور پر فرعون گھبرا گیا۔ قارون کا بھی یہی حال تھا۔ بات یہ تھی کہ ان دونوں کے روابط اور سلطنت کے امور میں اس قدر گہرا تعاون تھا کہ ایک پر مصیبت آنے کے نتیجہ میں لازمی طور پر دوسرے کو بھی گردشِ روزگار کا نشانہ بننا پڑتا تھا، وہ اس نڈر اور بے باک نوجوان کے ظہور پر مشورہ کرنے کو جمع ہوئے۔ فرعون کا نہایت چالاک وزیر "ہامان" بھی مشورہ میں شریک ہوا۔ ہامان بڑی وسیع شہرت و تدبیر کا مالک تھا۔ تمام فوج اور کارکنان حکومت میں اس کا عمل دخل تھا۔ یہ تینوں موسیٰؑ کے متعلق باہم مشورہ کے لئے جمع ہوئے۔ رائے یہ ہوئی کہ سلطنت کے تمام وسائل کو جمع کر کے ہر ممکن صورت سے موسیٰؑ کا مقابلہ کیا جائے۔ اور جیسا

کہ آگے تفصیل معلوم ہوگا اس کام کے لئے حکومت کی تمام قوت موسیٰ ع کو دبانے اور ان کی تحریک کو کچلنے میں صرف کر دی گئی۔ قارون نے بنی اسرائیل کو موسیٰ ع کی تحریک میں حصہ لینے سے سختی کے ساتھ منع کرتے ہوئے ان کو ان کے بدترین انجام سے ڈرایا موسیٰ ع اور ان کے بھائی ہارون کے برخلاف تمام ملک میں نقیب دوڑا دیئے جو بنی اسرائیل کو ڈرا دھمکا کر اس تحریک سے علیحدہ رہنے کی تاکید کر رہے تھے۔

ہامان ہر ممکن طریقہ سے سیاست کی گرفت کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا ہوا فوج اور پولیس کو کام میں لا رہا تھا۔ تاکہ بنی اسرائیل موسیٰ ع کی دعوت حریت سے متاثر نہ ہونے پائیں۔

فرعون نے ملک کے معزز اور سربرآوردہ شہریوں اور اہلِ علم طبقہ کے ممتاز لوگوں کو طلب کیا۔ تاکہ ان کے ذہن کو اپنی سلطنت و شوکت کے قائم رکھنے کے لیے ہموار کرے اور وہ اس تحریک حریت سے بے تعلق رہیں جس میں ان کو نہ کوئی مالی مدد مل سکتی ہے اور نہ ممتاز عہدے۔ فرعون سخت پریشان تھا کہ بادشاہانہ زندگی کی وسعتیں اور حور و قصور کی عیاشانہ زندگی کی بقا کا راز وہ ان کو کیسے سمجھائے۔ ظاہر ہے کہ اپنے اس مدعا کو کھول کر وہ ان کے سامنے نہیں رکھ سکتا تھا کہ تم کو میرے آرام و آسائش کی خاطر اپنی جانوں کی قربانی سے بھی دریغ نہ کرنا چاہیئے لہٰذا اس نے اپنی بات میں رنگ پیدا کرنے کے لئے کہا۔

یا ایھا الملاء ما علمت لکم من الٰہٍ غیری الیس لی ملک مصر و ھذہ الانھار تجری من تحتی؟

ترجمہ۔ اے معزز شہریو! مجھے معلوم نہیں کہ میرے سوا بھی تمہارا کوئی معبود ہے۔ کیا ملک مصر میرا نہیں، یہ نہریں جو ہر طرف دوڑتی ہیں کیا میری نہیں ہیں۔

قارون مسلسل بنی اسرائیل میں دورے کر رہا تھا۔ ہامان سیاست و سلطنت کے طور پر وہ سب کچھ کر گزرنے کو تیار تھا جس میں ملک و سلطنت کی بقا ممکن ہو۔ اور فرعون ملک کے ساحروں، دولت مندوں، ممتاز شہریوں، اور دین پرست لوگوں کے دلوں کی استمالت سے کام لے رہا تھا۔

ملک کے بہت سے اہل رائے نے فرعون کو موسیٰ ع کے مقابلہ میں ہر قسم کی امداد کی پیش کش کی۔ مگر حضرت موسیٰ ع برابر اپنی قوم کو انسانی غلامی اور ظلم و ستم سے چھڑانے میں لگے ہوئے تھے۔ وہ حریت و عدالت پر مبنی زندگی کے خواہش مند تھے۔

قارون موسیٰ ع کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ سے سخت بے چین تھا۔ اس کے دل میں موسیٰ ع کی طرف سے کینہ بھرا ہوا تھا۔ کینہ و اضطراب لازم و ملزوم کیفیات ہیں۔ وہ چاہتا تھا کہ بنی اسرائیل میں صرف اُسی کا اقتدار رہے اور موسیٰ ع جو اپنی قوم کو پوری قوت سے حقِ آزادی کی دعوت دینے میں مشغول تھے، عوام میں ہرگز مقبول و محبوب نہ ہونے پائیں۔

قارون نے بنی اسرائیل کے شیوخ اور ذی رائے اصحاب کو جمع کیا، اور موسیٰ ع کے سلسلہ میں ان سے مشورہ چاہا۔

ایک نے جواب دیا: موسیٰ ع ہمیں مصر چھوڑ دینے کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ ہمیں کہتے ہیں کہ بلادِ نیل چھوڑ کر فلسطین اور اس کے شدید قحط زدہ علاقے میں جا بسو۔ کیوں کہ وہ ہمارا اور ہمارے بزرگوں ابراہیم، اسحٰق ع اور یعقوب علیہم السلام کا وطن ہے۔ لیکن مصری راحت و آرام اور خوش حالی بھلا فلسطین میں کہاں؟ ہم مانتے ہیں کہ ہمارے جدِ اعلیٰ اسرائیل ع اپنے صاحبزادے یوسف علیہ السلام کے دورِ سلطنت میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ مصر میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ انہوں نے فلسطین اور وہاں کی ہر قحط زدہ زندگی کو آبادِ اجداد کی وطنی سرزمین ہونے کے باوجود چھوڑ دیا تھا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اگر ہم موسیٰ ع کی اطاعت کریں اور ان کے ساتھ اپنی آسودہ اور خوش حال زندگی کو خیرباد کہہ کر بھوک اور مصیبت میں پھنسنا چاہیں تو یہ ہماری بے وقوفی ہوگی۔ نیز فلسطین میں ہمارا کون بیٹھا ہے جس پر بھروسہ کر کے نکلیں۔

دوسرے نے کہا: وہاں بڑی ظالم قوم حکومت کرتی ہے۔ وہ ہمیں وہاں ہرگز داخل نہ ہونے دیں گے۔ اور کسی طرح پاؤں رکھنے کو جگہ ملی بھی تو ہمارا مقام ان کی نظروں میں بجز ذلت و پستی کے اور کچھ نہ ہوگا، ان حالات میں کیا موسیٰ ع کی خواہش یہ ہے کہ ہم فرعون کی ذلت سے جان بچا کر ان ظالموں کی عطا کردہ ذلیل زندگی کو قبول کریں!!

تیسرا بولا: خدا کی قسم، خوش حالی کی ذلیل زندگی بھوک اور محرومی کی ذلیل زندگی سے کہیں بہتر ہے۔

ایک متین و باوقار نوجوان نے کہا: لوگو! میں سمجھتا ہوں کہ تم موسیٰ ع پر جھوٹے بہتان باندھ رہے ہو وہ تم سے یہی تو چاہتے ہیں کہ تم اپنے جدِ اعلیٰ حضرت ابراہیم ع کا دین اختیار کر لو۔ فرعون کی پوجا اور پرستش کو چھوڑ کر رب العالمین کو اپنا آقا اور مالک مان لو۔ یقیناً تمہاری یہ زندگی بقاء دوام کی آئینہ دار ہوگی۔

لوگو! موسیٰ ع کا آخر قصور کیا ہے۔ بجز اس کے کہ وہ تمہیں آزادی اور عزت سے ہمکنار کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس ظالم سے تمہاری خلاصی کی فکر میں ہے جو تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتا اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ سوائے کھانے پینے، بھوک، پیاس اور خوش حالی یا قحط کے کوئی چیز نہیں جانتے۔ ان کو عزت و شرف کا سبق فراموش ہو گیا ہے۔ گویا کھانے پینے کے سوا زندگی کا اور کوئی مقصد ہی نہیں خدا کی قسم اگر ہمیں آزادی کی زندگی ایک لمحہ کو نصیب ہو، خواہ کتنی ہی قحط اور خشک سالی کے صحرا میں نصیب ہوئی ہو۔ وہ زندگی مجھے اس عیش

چار دواں سے کہیں زیادہ ہوگی جس میں عرصہ دراز تک ذلت و پستی میں گھرے ہوئے ہو۔ انسانوں اور حیوانوں کو ہم نے اپنا خدا بنایا ہو۔ گو اس ذلیل زندگی میں ہمیں کھانے پہننے کی خوب افراط ہو۔

نوجوان نے بے باک ہو کر آگے کچھ اور کہنا چاہا لیکن قارون غصہ سے بھر گیا مجلس میں ہنگامہ کی سی کیفیت ہوگئی۔ بنی اسرائیل کے بعض شیوخ نوجوان کو بُرا بھلا کہنے، اور ڈانٹنے دھمکانے کو کھڑے ہوگئے۔ پھر ایک نے قارون سے کہا۔

اے سیدِ جلیل! اس لڑکے نے طیش میں آکر جو باتیں کیں اُن سے آپ کو متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ ہمارے سردار و آقا اور بنی اسرائیل کے لئے سرمایہ فخر ہیں۔ خدا کی قسم، موسیٰ ع اپنی تحریک حریت سے آپ کے منصب، دولت اور فرعون کی نظروں میں آپ کے شرف کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ وہ آپ سے جلتا ہے اس نے فرعونی محل میں تربیت پائی لیکن اس کو وہ سربلندی و عزت نصیب نہ ہوئی جو آپ کو ہوئی۔ وہ بزدل ثابت ہوا اور شاہی محل سے دھکے دے کر نکالا گیا۔ اب تک خدا جانے کہاں روپوش رہا۔ بہر حال تمام بنی اسرائیل دل و جان سے آپ کے ساتھ ہیں۔

قارون:-

تم کہتے ہو تمام بنی اسرائیل میرے ساتھ ہیں مگر یہ سر پھرا، دیوانہ لڑکا کیا انھیں میں سے نہیں ہے؟!!

ایک بوڑھا:-

حضور! موسیٰ کے ساتھ چند ایک ایسے نوجوان ضرور ہوگئے ہیں جو حریت و آزادی، ابراہیم ع و اسحٰق ع کے آبائی شرف اور باپ دادا کی وطنی سرزمین میں آباد ہونے کے دل خوش کن نعروں پر فریفتہ ہو رہے ہیں لیکن عقل و تجربہ اور عمر رکھنے والے تمام بنی اسرائیل آپ ہی کے ساتھ ہیں، ہاں ہم ان نوجوانوں کا یہ جوش و خروش اپنے قبیلے کے لوگوں میں بیٹھ کر ہی ظاہر ہوتا ہے عام لوگوں کی سطح پر آکر ان میں اس بے باکی کی قطعاً جرأت نہیں۔ یہ ڈرتے ہیں کہ کہیں فرعون کے مظالم اور قید و بند کے شکنجوں میں نہ کس دیئے جائیں۔

دوسرا بوڑھا:-

سید الرئیس! ہم صرف آپ ہی کی حمایت میں فرعون کی بہت سی سختیوں اور اذیتوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ موسیٰ ع کی حمایت ہمیں کہیں کا نہ چھوڑے گی۔ ہم آپ کا ساتھ چھوڑ کر موسیٰ ع کی پیروی کیوں کرنے لگے؟

تیسرا بوڑھا:-

اس وقت ہماری زیادہ سے زیادہ یہی خواہش ہونی چاہیئے کہ فرعون کی مدارات حاصل کر کے اس کی گرفت سے محفوظ رہیں۔ یہ مصیبت موسیٰ ع کی وجہ سے اور بھی سخت ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ رات دن فرعون کے خلاف ہمیں اُکساتا ہے میں کل موسیٰ ع سے ملا تو میں نے سختی سے ڈانٹ کر اُسے ان حرکتوں سے باز رہنے کی تاکید کی۔ میں نے کہا۔

تمہارے آنے سے پہلے ہی ہم مصیبتوں میں پھنسے ہوئے تھے تمہارے آنے کے بعد ان مصیبتوں میں خواہ مخواہ اور بھی اضافہ ہو گیا۔ جاؤ اپنا کام کرو۔ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو، شاید خدا ہمارے دورِ مصائب کو دور کردے، اس لئے اے آقائے جلیل! آپ بالکل اطمینان رکھیں کہ ہم اس شخص کی پیروی میں ہرگز خوش نہیں ہیں۔

قارون:-

الحمد للہ! کہ تمہاری عقلوں میں فتور نہیں آیا۔ اچھا اب ہمیں سب کو مل کر موسیٰ ع کی دعوت اور اس کے جادو کو ناکام بنانا چاہیئے۔ نیز ان نوجوانوں کو جو اپنے کو اس کے حوالے کر رہے ہیں ڈرا دھمکا کر اسی صحیح راہ پر واپس لانا چاہیئے جس پر ہم سب چلنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔

سب نے اس رائے سے اتفاق کیا، اور ہدایت پر کاربند ہونے کا پختہ وعدہ کیا ....... اس کے بعد مجلس برخاست ہوگئی۔

۳

قارون، فرعون کے شاہی محل سے نکل کر اپنے گھر واپس ہو رہا تھا۔ وہ فرعون کے دل میں جو اطمینان و مسرت کی کیفیت چھوڑ کر آیا تھا دل ہی دل میں اس پر غور کر رہا تھا۔ فرعون بنی اسرائیل کی طرف سے مطمئن ہو گیا ہے۔ میں نے اُسے یقین دلایا ہے کہ بنی اسرائیل کے لوگ موسیٰ ع سے نفرت کرتے ہیں، وہ فرعون کے شاہی تخت کو اب بھی سجدہ کرتے ہیں، اس شخص پر قوم کے چند لڑکوں کے سوا اور کون ایمان لایا؟ اور وہ بھی فرعون کی گرفت سے دل ہی میں تھرا رہے ہیں۔

قارون اُس گفتگو کو اپنے ذہن میں بار بار دہرا رہا تھا، جو آج اس کے اور فرعون کے درمیان ہوئی تھی حتیٰ کہ وہ اپنے گھر پہنچ گیا، وہاں اس نے اچانک موسیٰ ع کو اپنے سامنے کھڑا پایا، بلند و بالا، پُر وقار و پُر تمکنت، سرو قد، کمر پر پٹی بندھی ہوئی چہرہ کی دل کشی میں محبوبانہ ترنگ کہ انسان دیکھتے تو پہلی ہی نظر میں گرویدہ ہو کر رہ جائے۔ اللہ نے انہیں کس قدر من موہنی صورت بخشی تھی۔!!

قارون نے اپنے دشمن موسیٰ ع کو جوں ہی سامنے کھڑے ہوئے پایا،

اس کے دماغ سے فرعون کی باتیں ہوا ہو گئیں۔ اس پر پھر وہی بزدلی عود کر آئی وہ موسیٰ ؑ سے ڈرتا ہوا آگے بڑھا۔ ذلت و نفاق اس کے بشرہ سے ظاہر ہو رہا تھا اس نے موسیٰ ؑ کا بتکلف استقبال کیا اور کہا۔

"چچیرے بھائی! خوش آمدید، خوب تشریف لائے۔"

حضرت موسیٰ ؑ کے چہرے پر ترش روئی کے آثار ظاہر تھے۔ فرمایا:

"اے بنی اسرائیل کی وجہ ذلت! تمہارا استقبال کرنے کو میرا جی نہیں چاہتا۔ کیا ابھی تمہارے لئے وقت نہیں آیا کہ اپنی قوم کو فرعون کی غلامی میں مزید دھکیل دینے سے باز آجاؤ؟"

قارون اس گفتگو سے ہکا بکا رہ گیا، غصہ کا اس میں نام و نشان تک نہ تھا وہ آگے جھک گیا گویا موسیٰ ؑ کو رکوع کرنا چاہتا ہے۔ کہنے لگا،

"بھائی جان! یہ نہ کہو۔ ہم دونوں بنی اسرائیل کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ ہم دونوں ہی نیک خواہشات کے ساتھ آبائی شرف، ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کی خاطر جدوجہد میں مصروف ہیں۔"

قارون کے حواشی و خدم کھڑے یہ تمام ماجرا دیکھ رہے تھے۔ حیران تھے کہ موسیٰ ؑ کے پس پشت تو قارون غیظ و غضب اور نفرت و کینہ کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ لیکن اس وقت جب کہ موسیٰ ؑ اس کے سامنے موجود ہیں تو وہ ذلیل و بزدل بنا کھڑا ہے۔ وہ اس وقت اپنی عزت و بہادری کا مظاہرہ کیوں نہیں کرتا!

حضرت موسیٰ ؑ اور قارون، دونوں خدام و حواشی کے جھرمٹ میں مکان میں داخل ہوئے۔ قارون نے عظیم الشان استقبالیہ کمرے کے دروازے کو بند کرتے ہوئے حضرت موسیٰ ؑ سے کہا،

"برادر عزیز! آؤ بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ کہو کیسے تکلیف فرمائی؟"

موسیٰ ؑ نے فرمایا: "قارون! تم کہتے ہو ہم بنی اسرائیل کی خدمت کر رہے ہیں۔ سنو! آج بنی اسرائیل کی اکثریت کا یہ حال ہے کہ وہ دانے دانے کو محتاج ہیں۔ بھوک اور افلاس نے ان کو گھیر رکھا ہے نہ ان کے پاس کچھ کھانے کو ہے اور نہ پہننے کو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے۔ کہ میں زکوٰۃ کی فرضیت کا اعلان سناؤں۔ یہ زکوٰۃ میں دولت مندوں سے وصول کروں گا اور نادار لوگوں میں تقسیم کروں گا۔ خداوند تعالیٰ نے تم کو مال و دولت کے بھرے خزانے عنایت کئے ہیں۔ اگر واقعی تم بنی اسرائیل کے ساتھ محبت کے دعوے میں سچے ہو۔ باپ دادا کی فضیلت و عزت کے حامی ہو۔ تو لاؤ مجھے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔"

قارون بدستور اپنی بزدلی و حیرانی میں غرق تھا۔ کہنے لگا "بھائی جان! جس قدر چاہو۔ مال حاضر ہے۔ میں اپنے منشیوں اور خزانچیوں کو کل مال شمار کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ وہ زکوٰۃ کی مطلوبہ مقدار آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔"

موسیٰ ؑ نے اس کی درماندگی اور عجز و اعتراف کو دیکھا تو اس کو وہیں چھوڑا اور باہر نکل گئے۔

قارون کی جان میں جان آگئی۔ سنبھل کر بیٹھا۔ اور موسیٰ ؑ کے آگے غلاموں اور نوکروں کی موجودگی میں اپنی بزدلی پر خود کو ملامت کرنے لگا۔ شرم و غصہ سے پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا، میں اب ہمیشہ اس سے متکبرانہ روش سے ملا کروں گا۔ ورنہ اس طرح تو نوکروں چاکروں میں میری عزت خاک میں مل جائے گی، وہ اپنے دل ہی دل میں کہہ رہا تھا۔ جو زکوٰۃ وہ مجھ سے لینا چاہتے ہیں۔ میں اس میں سے ایک پیسہ بھی نہ دوں گا۔ میں نے مصیبتوں سے جو مال جمع کیا ہے وہ اسی لئے نہیں کیا کہ اُسے بنی اسرائیل میں تقسیم کر دوں۔ پھر وہ سوچنے لگا کہ کیا کرنا چاہیئے؛

کچھ دنوں بعد اس نے بنی اسرائیل کے شیوخ اور دولت مندوں کو اپنے گھر پر طلب کیا۔ ان سے کہا: موسیٰ ؑ چاہتا ہے کہ میں اور تم اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کریں۔ وہ اس کو اپنے حواریوں میں تقسیم کرے گا۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ صرف فرعون کے غضب و عتاب ہی کو ہم پر برانگیختہ کرنا نہیں چاہتا بلکہ ہمیں کنگال بھی بنا دینا چاہتا ہے وہ چاہتا ہے کہ ہم ایسے ہی ذلیل و فقیر ہو جائیں جیسے اس کے پیروکار ہیں۔ اب میری رائے میں یہی بہتر ہے کہ اس کو ایک پیسہ بھی نہ دیا جائے۔ اچھا ہے اس کی ٹولی کے لوگ اس سے ٹوٹ کر ہمارے سامنے آکر گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور ہو جائیں۔

قارون کے اشارہ چشم و ابرو پر فدا ہونے والے آپس میں فیصلہ کرنے لگے کہ زکوٰۃ ہرگز نہ دیں گے۔ وہ اپنے دوستوں کو تاکید کرنے لگے کہ زکوٰۃ دینے میں بالکل بخل سے کام لیا جائے۔ اُمراء کے اس فیصلے سے غریبوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی انہیں معلوم ہو گیا کہ ہمارا سچا خیرخواہ کون ہے۔ موسیٰ ؑ کی جدوجہد غریبوں کی ہمدردی میں ہے اور قارون جو کچھ کر رہا ہے وہ صرف اپنی بھلائی کی خاطر۔ لہٰذا بہت سے بنی اسرائیل اس بات پر قارون سے ٹوٹ کر موسیٰ ؑ سے جا ملے۔

موسیٰ ؑ کو قارون کا فیصلہ معلوم ہوا تو انہوں نے کچھ نیک لوگ اس کے پاس وعظ و نصیحت کے لئے بھیجے۔ ان لوگوں نے اس سے جا کر کہا۔

"تیرے مال نے تجھے غرور میں ڈال دیا ہے۔ تو اپنے مال ہی کے بل بوتے پر اللہ کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کر رہا ہے۔"

قارون نے کہا:۔

"یہ نہ کہو کہ وہ اللہ کا پیغمبر ہے بلکہ یہ کہو کہ وہ کھلا جادوگر ہے۔ تم لوگوں کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ ایک ایسے شخص کے پیچھے لگے پھرتے ہو کہ جس کے پاس نہ مال نہ رہنے کو مکان! مجھے دیکھو خدا نے مجھے اس پر کتنی فضیلت بخشی ہے میرے پاس دولت ہے عزت ہے۔ پھر اس

کے باوجود موسیٰ ع کو جادوگر نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے؟ یہ آخر تمہیں کس نے پٹی پڑھادی کہ جادو نبوت و پیغمبری کی علامتوں میں سے ہے؟ ہمارے آباؤ اجداد حضرت ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کی کیا یہی میراث ہے؟!!

ان لوگوں نے کہا: تیری یہ باتیں دولت کی سرمستیوں کا نتیجہ ہیں، ڈر ہے کہیں ان باتوں پر خداوند تعالےٰ کا عذاب تجھ پر مسلط نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ مال پر اترانے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ ہم تجھے نصیحت کرتے ہیں، کہ خدا نے جو تجھ پر احسان کیا ہے اس کا شکر ادا کر، یہ تیرا وہ کارنامہ ہوگا کہ جس کو دنیا میں کرے گا تو آخرت میں اس کا پھل پائے گا لہٰذا جو زکوٰۃ تو اب تک دبا تا رہا ہے وہ سب اللہ کے راستہ میں ادا کر۔ تو نے بہت برا کیا کہ اپنے ماتحتوں کو بھی زکوٰۃ دینے سے روک دیا۔ بہرحال جس طرح خدا نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی اس کی غریب مخلوق پر احسان کر۔ روئے زمین کو اپنی شرارت و فساد سے خراب نہ کر۔ خدا مفسدوں کو پسند نہیں کرتا؛!

قارون ان سچی باتوں پر بپھر گیا۔ کیوں کہ وہ ایسی بے لاگ گفتگو سننے کا کبھی عادی نہ تھا۔ وہ تو بس خوشامدیوں کی جی ہاں، جی ہاں سننے کا عادی تھا۔ اُسے محسوس ہوا کہ موسیٰ ع کی تحریک دن بدن مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی ہے۔ اس نے کہا!

”تمہیں میرے مال سے کیا غرض؟ تم اس مال کی وجہ سے مجھ سے کیوں حسد کرتے ہو؟! مجھ سے یہی باتیں موسیٰ ع نے بھی کی تھیں اور اب تم پھر وہی کر رہے ہو، تمہیں اور کوئی کام نہیں؟! تم یہ چاہتے کہ جو حالت تم بھوکے فقیروں کی ہے وہی ذلت و پستی کی حالت میری بھی ہو جائے۔ میں پوچھتا ہوں کیا تمہارا یا ان فقیروں کا مجھ پر قرض ہے جسے تم مجھ سے وصول کرنے آئے ہو؟ میں نے یہ مال اپنی تدبیر اور پُرمشقت جدوجہد سے کمایا ہے اس میں کسی کا ہاتھ نہیں۔ البتہ جو میرے مزدور، تاجر اور کارندے میری مدد کرتے ہیں میں ان کی خدمت کروں گا۔

مومنوں نے اس کی گفتگو میں یہ سرکشی اور ضد دیکھی تو وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہو گئے۔ ہمارا کام نصیحت کرنا تھا وہ ہم کر چکے۔ اب اس کے انجام حسرت کے لئے تیار رہ۔

غیظ و غضب نے قارون کا دل کباب کر دیا۔ وہ کہنے لگا موسیٰ ع کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ لوگ اس کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اور وہ ایک بھوکا غریب آدمی ہے۔ اور مجھ سے روگردانی کر رہے ہیں حالاں کہ میں دولت مند آدمی ہوں۔ یہی لوگ جو کل میرے سامنے سر جھکاتے تھے اور دم نہیں مارتے تھے۔ آج ان کا یہ حال ہے کہ میری مجلس میں بے دھڑک ہو کر مجھے ڈانٹتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ خدا فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا خدا اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ لوگ موسیٰ ع کے سامنے کیوں زبان دراز نہیں کرتے؟ ہائے موسیٰ ع تیرا برا ہو۔ یہ لوگوں کو کیا ہوا، وہ تیری طرف مائل ہونے لگے اور مجھ سے ٹوٹنے لگے؟ میں جو بھی کام کرتا ہوں نتیجہ میری خواہش کے برخلاف اُلٹا نکلتا ہے!! میں نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ موسیٰ ع کو زکوٰۃ نہ دی جائے۔ اچھا ہے بھوکے بنی اسرائیل موسیٰ ع کا ساتھ چھوڑ کر میری چوکھٹ پر آجھکیں، لیکن معاملہ اس کے الٹ ہوا۔ وہ لوگ مجھ پر سخت ناراض ہو رہے ہیں، اور موسیٰ ع کے ساتھ مل رہے ہیں۔ گویا اس تمام کارروائی سے میرا مقصد یہی تو تھا کہ وہ زیادہ تعداد میں موسیٰ ع کے گرد جمع ہو جائیں!!

قارون اپنی مجلس میں اس قسم کی باتیں کر رہا تھا۔ اس نے حاضرین سے پوچھا: موسیٰ ع آج کل کہاں ہے؟ ان میں سے ایک نے جواب دیا۔ شہر سے باہر ایک جگہ میں نے اسے گزرتے ہوئے دیکھا۔ بنی اسرائیل کثیر تعداد میں اس کے گرد جمع تھے۔ موسیٰ ع تقریر کر رہا تھا اور ان کو سمجھا رہا تھا۔ وہ رو رہے تھے اور ذلت و غلامی کے ملک، مصر سے نکلنے میں اپنی خودداری اور تمکنت محسوس کرتے تھے۔ ان لوگوں کا پروگرام ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی صحرا میں نکل جانا چاہتے ہیں، جہاں ان کو عزت و آزادی مل جائے۔

قارون نے یہ خبر سُنی تو اس کے اشتعال میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ وہ کہنے لگا!..... کیا، موسیٰ ع ان کو سمجھا رہا تھا، وہ رو رہے تھے، وہ ذلت و غلامی کے ملک، مصر سے نکل جانے میں اپنی تمکنت و خودداری محسوس کرتے تھے۔ وہ کسی صحرا میں نکل جانا چاہتے ہیں؟!

کیا میرا جاہ، مال اور آراستہ زندگی کے تاثرات ان لوگوں کے ذہنوں سے محو ہو چکے ہیں۔ موسیٰ ع کی باتیں ان کے ذہنوں کو اس قدر مسحور کر رہی ہیں میں ان کے سامنے سے اپنا جلوس لے کر گزروں گا، میرا حشم خدم اور پُرشوکت زندگی کا دل کش نظارہ ان کی نظروں کو ایسا مرعوب کر دے گا کہ بنی اسرائیل کو یکبارگی ایک نیا احساس پیدا ہوگا وہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ جاہ و منصب اور بلند مقام کس کو حاصل ہے۔

قارون نے یہ کہا اور رئیس الخدم کو آواز دی کہ ہمارے شان دار جلوس کی تیاری کی جائے۔ خدام نے اس کی سواری کو سونے چاندی کے ملمع لگاموں سے آراستہ کیا۔ اصیل گھوڑے جن کر ہنہناہٹ سے فضا گونج رہی تھی حاضر کئے۔ ان پر سنہرے کام کی ہوئی زینیں رکھیں، وہ محل میں داخل ہوا، اپنا قیمتی لباس اور جواہر سے آراستہ بیش قیمت جوڑا زیب تن کیا۔ اس تمام تیاری کے بعد وہ اور اس کے اعیان و مددگار گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ چاروں طرف

غلاموں اور نوکروں کا ہجوم تھا۔ یہ لوگ شہر سے باہر اس مقام کی سمت روانہ ہو رہے تھے۔ جہاں موسیٰ ؑ تقریر کر رہے تھے۔ یہ لوگ جب وہاں پہنچے اور لوگوں نے اس شان دار جلوس کو دیکھا تو۔۔ وہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروہ اس ظاہری چمک دمک پر فریفتہ ہو کر اس کے ہمراہ ہو چکا تھا۔ اس کا کہنا تھا۔

یالیت لنا مثل ما اوتی قارون انه لذو حظ عظیم

ترجمہ:۔ کاش ہمیں بھی یہ دولت نصیب ہو جو قارون کو ملی۔ وہ بڑا نصیبہ ور ہے۔

گویا ان کے خیال میں خدا نے یہ دولت قارون کو اس لئے بخشی تھی کہ وہ اس کی نظر میں قابل قدر اور مقبول بندہ تھا۔۔ لیکن عقل مند مسلمانوں نے اس مبتلائے فریب جماعت کو سمجھاتے ہوئے کہا: دنیا کی زینت پر کیوں فریب خوردہ ہوئے جا رہے ہو۔

ویلکم ثواب اللہ خیر لمن امن وعمل صالحا ولا یلقاھا الا الصابرون۔

افسوس، تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ اللہ کی طرف سے مومن و باعمل آدمی کو جو نیک بدلہ ملتا ہے وہ اس زندگی سے کہیں بہتر ہوتا ہے۔ اس خدائی انعام سے وہی ہم کنار ہوتے ہیں جو صابر و مضبوط قدم ہوتے ہیں۔

قارون نے کھڑے ہو کر کہنا شروع کیا: بنی اسرائیل کے لوگو! تم لوگ اس گمراہ جادوگر کے گرد کیسے جمع ہو گئے؟ مجھے دیکھو خدا نے مجھے انعامات سے مالا مال کیا ہے۔ دوسری طرف اس کے فقر و ذلت پر نظر ڈالو۔ لوگو! یہ صرف تم میں اپنی لیڈری چمکانا چاہتا ہے اگر واقعی اس کو تمہاری خیر خواہی منظور ہوتی تو یہ میرے پاس آ کر تمہاری بھلائی کے لئے تعاون سے کام لیتا۔ لیکن اس نے خدائی پیغمبری کا ڈھونگ رچایا اور اپنے بھائی ہارون کو تمہاری قسمتوں پر تصرف کرنے کے لئے اپنا شریک بنایا، مقصد یہ ہے کہ تمام امور اسی کے ہاتھ میں آجائیں۔ کیا یہ انصاف ہے؟ کیا پیغمبری کے یہی اصول ہیں کہ بنی اسرائیل کی قوم میں تفریق ڈالی جائے؟

فریب خوردہ لوگوں نے اس کی یہ تقریر سنی تو پکار اٹھے "سچ ہے" اور عقل مند مسلمانوں نے کہا "جھوٹ ہے"۔ قوم کے درمیان سخت افراتفری پڑ گئی، لوگ آپس میں مارنے مرنے پر تل گئے، ہر فریق دوسرے کو جھگڑالو اور شریر کہہ رہا تھا۔ قارون نے ان کو اسی حال پر چھوڑا اور اپنے گھر کو لوٹ گیا۔ وہ اس شر انگیزی اور تفریق پر بے حد خوش تھا جو اس نے موسیٰ ؑ کے اجتماع میں ڈال دی تھی۔

۴

ایک عرصہ گزر گیا۔ بنی اسرائیل کے درمیان جھگڑے اور فتنے ختم نہ ہوئے ہر فریق اپنی دلیل کو وزنی قرار دیتا تھا ادھر نوجوانوں کا جوش و خروش اگر زوروں پر تھا تو مومنوں کے دلائل بھی نہایت مضبوط تھے موسیٰ ؑ کی آواز بلند ہوئی اور لڑنے والے یکبارگی خاموش ہو گئے۔

جلسہ پھر اپنی کیفیت پر عود کر آیا۔ موسیٰ ؑ کی گفتگو پھر دلوں کے پار ہونے لگی۔ اور حجت واضح بن کر ان کے دماغوں میں چمک اٹھی۔ قارون کے پاس اس کے سوا دلیل ہی کیا تھی کہ وہ دولت مند ہے۔ لیکن مال کا ہونا تو آدمی کے لئے کوئی کمال نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قارون کے دلائل کا تار پود پھر بکھرنے لگا۔۔۔ اس پر فریفتہ ہونے والوں کی تعداد پھر کم ہونے لگی۔ حسد اور کینہ قارون کی آنتوں کو پھونک رہا تھا۔ غیظ و غضب نے اس پر کچھ ایسا قابو پایا کہ اس کی عقل ماؤف ہو گئی۔ گنے چنے جو کچھ لوگ اس کے گرد باقی رہ گئے تھے ان کو جمع کر کے اپنی تدبیریں موسیٰ ؑ کو گرانے کے لئے کام میں لانے لگا۔ وہ ان کو اپنی بے ہودہ تدبیریں اور شیطانی افکار سجھانے لگا۔ ایک بدکار عورت کو طلب کیا گیا۔ اس سے کہا گیا کہ جس قدر زر و جواہر اور بیش قیمت ملبوسات تو مانگے گی دیئے جائیں گے۔ ہمارا صرف ایک مطالبہ ہے وہ پورا کر اور وہ یہ ہے کہ جس وقت موسیٰ اجتماع میں تقریر کر رہے ہوں تو اسی وقت بھرے مجمع میں یہ اعلان کر دینا کہ موسیٰ نے میری آبرو پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کی اور مجھے دکھ پہنچایا ہے۔

عورت کو یہ مطالبہ کرنا چنداں مشکل نہ تھا وہ بخوشی راضی ہو گئی۔ زر و جواہر، مال اور ملبوسات لے کر اپنے گھر واپس ہوئی۔ وقت معین پر، قارون اور اس کے ہم مجلس اس جگہ کی طرف روانہ ہوئے جہاں موسیٰ ؑ قوم کو خطاب کر رہے تھے۔ ان لوگوں کے ہمراہ وہ بدکار عورت بھی تھی۔۔۔

موسیٰ ؑ لوگوں کو وعظ و نصیحت فرما رہے تھے، خدا کے مقام سے ڈرا رہے تھے۔ اور بری باتوں سے بچنے کی تعلیم دے رہے تھے۔ انھوں نے دوران تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ "جو شخص کسی شادی شدہ عورت کی آبرو پر حملہ کرے گا اس کی سزا یہ ہوگی کہ پتھروں سے سنگسار کر کے ہلاک کر دیا جائے گا"۔

قارون چیخ کر بولا "موسیٰ ؑ! کیا واقعی ایسے آدمی کو سنگسار کر دیا جائے گا اگرچہ وہ آپ ہی ہوں؟"

موسیٰ ؑ نے جواب دیا "ہاں! یقیناً وہ شخص سنگسار کر دیئے جانے کے قابل ہے اگرچہ وہ میں ہی ہوں"۔

قارون نے کہا "اے موسیٰ ؑ! تم کب تک بنی اسرائیل کے لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھنساتے رہو گے؟ تمہیں کچھ معلوم بھی ہے کہ لوگ تمہارے متعلق کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ تم نے فلاں عورت کی آبرو پر ہاتھ ڈالا اور یہ خبر اکثر لوگوں کو معلوم ہو چکی ہے۔

لوگوں کے کانوں پر یہ خبر بجلی بن کر گری اور وہ حیران رہ گئے۔

موسیٰ ؑ نے چیخ کر کہا "او قارون! تو پکا جھوٹا ہے، باطل تہمت میرے سر جوڑنا چاہتا ہے۔ وہ عورت کہاں ہے۔ سامنے آئے اور میرے برخلاف شہادت دے"!

قارون:۔

اگر وہ تمہارے برخلاف شہادت دے تو تم خود کو سنگسار ہو جانے اور مر جانے کے لئے پیش کر دو گے؟

موسیٰ ؑ:۔ ہاں! ضرور!

قارون:۔

او فلانی! کھڑی ہو، اور جو ماجرا تیرے ساتھ ہوا بیان کر، عورت کھڑی ہوئی اور کہنا شروع کیا "لوگو! ایک عرصہ سے میرے گھر میں موسیٰ ؑ کی آمد و رفت رہی ہے۔ میں آج اس لیے یہاں آئی ہوں کہ تم کو اس کے معاملہ میں محتاط رہنے کی فہمائش کروں میں اس کی ساری حقیقت تم کو برملا بتلائے دیتی ہوں۔

اس شہادت سے لوگوں کے دل دہشت و حیرانی کے عالم میں ڈوب گئے۔

ادھر قارون کے حواریوں نے چیخنا، چلانا شروع کیا "موسیٰ ؑ آگے آؤ، ہم تمہیں سنگسار کریں گے"۔

موسیٰ ؑ سمجھ گئے کہ ایک انتہائی گھناؤنی سازش ان کے برخلاف کی گئی ہے اور اس کے لئے اس بدکار عورت کو پہلے ہی سے تیار کر کے لایا گیا ہے۔ ان کو یقین تھا کہ ہر معاملہ میں اللہ کی مدد میرے شامل حال ہوتی ہے وہ مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ موسیٰ ؑ نے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ بلند کئے۔ حالت یہ تھی کہ اخلاص و ایمان ان کے روئیں روئیں سے ٹپک رہا تھا۔ جلال و غضب کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ انہوں نے دعا مانگی:

"اے پروردگار! تجھے معلوم ہے کہ یہ عورت جھوٹی ہے، الٰہی، آج تو اس کے دل کو ہدایت کے نور سے روشن فرما دے اُسے سچے دل کے ساتھ اپنے گناہوں سے تائب ہونے کی توفیق دے، تا کہ وہ تیرے بندے اور تیرے نبی کے حق میں شہادت دے"۔

عورت نے جوں ہی یہ الفاظ سُنے۔ اس نے سچ مچ محسوس کیا کہ گویا ایک نور اس کے سینہ کے دریچوں کو روشن کر رہا ہے۔ ایمان کی پاکیزگی قلب کے گناہوں کو دھوئے ڈالتی ہے وہ اپنی اس حالت سے ایسی خود رفتہ ہوئی کہ جلدی سے مجمع کے درمیان آ کھڑی ہوئی اس نے کہا۔

"لوگو! میں اس وقت اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں میں نے اللہ کے نبی موسیٰ ؑ کے برخلاف جو کچھ کہا۔ وہ بالکل جھوٹا بہتان تھا۔ قارون اور اس کی پارٹی نے مجھے اس کے لئے تیار کیا تھا۔ ان لوگوں نے مجھے اس کے عوض زر و جواہر، مال، کپڑے اور خدا جانے کیا کیا دیا تھا میں اپنے اس گناہ سے باز آتی ہوں۔ ان کپڑوں کو آگ لگا دوں گی۔ اور یہ تمام مال اللہ کے نبی موسیٰ ؑ کو پیش کر دوں گی کہ وہ جو چاہیں اس میں تصرف کریں۔ اب میں موسیٰ ؑ کی خدمت میں رہوں گی۔ اللہ شائد مجھے بھی اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے"۔

عورت کی یہ گفتگو ابھی ختم بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ قارون کے احباب اور ہم مجلسوں کے چہرے زرد پڑ گئے، ان کے قویٰ بے جان سے ہو گئے۔ خود قارون تو بے ہوش ہو کر ہی گر پڑا۔ اس کے دوستوں نے اسے اسی حالت میں گھر پہنچایا۔ سارا مجمع اب قارونی پارٹی کے پیچھے لگ گیا تھا۔ لوگ چیخ چیخ کر ان کو ملامت کر رہے تھے۔ اور موسیٰ ؑ کو من جانب اللہ مدد مل جانے اور آبرو کے محفوظ رہنے پر مبارک باد دے رہے تھے۔ موسیٰ ؑ کی عزت و سربلندی میں مزید اضافہ ہوا اور ان کے دشمن کی شان و شوکت کا جھنڈا سرنگوں ہو گیا۔

اس عورت کے واقعہ کی طرف قرآن کریم اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

یاایھا الذین امنوا لاتکونوا کالذین آذوا موسیٰ فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا۔

مسلمانو! تم ان لوگوں کی مثال نہ بنو۔ جنہوں نے موسیٰ ؑ کو اذیت دی مگر اللہ نے ان کو اُن کی تہمتوں سے بری کیا موسیٰ ؑ اللہ کے نزدیک بڑے باعزت تھے۔

موسیٰ ؑ نے اللہ سے دعا کی "یا اللہ قارون کو اس کے گھر، اموال اور خزائن سمیت زمین میں دھنسا دے۔"

اللہ نے یہ دعا قبول فرمائی اور قارون کو اس کے خزائن اور مکان سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ اسی واقعہ کو قرآن اس طرح سناتا ہے۔

فما کان لہ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ وما کان من المنتصرین، واصبح الذین تمنوا مکانہ بالامس یقولون ویکان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ و یقدر۔ لولا ان من اللہ علینا لخسف بنا، ویکانہ لا یفلح الکافرون، تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لایریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین۔

(باقی ۲۶ پر)

# انڈا مفید غذا ہے؟

حکیم سید ظفر حسن عسکری

سوال :- حکیم صاحب! عرض ہے کہ عرصہ ایک سال پہلے مجھے ٹائیفائڈ ہوا جو کچھ عرصہ علاج کے بعد ٹھیک ہو گیا۔ مجھے بطور غذا ہدایت کی گئی کہ انڈے خوب کھاؤ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند دنوں کے بعد تیزابیت پیدا ہو گئی۔ پیٹ میں ہوا رہنے لگی اور پھر یہ ہوا کہ مجھے یرقان ہو گیا۔ آپ کے دیے نسخے املی، آلو بخارہ اور دوسری دوائیں تیار کرنے سے اللہ نے شفا دی۔ حکیم صاحب میں آپ سے سوال کرتی ہوں کہ کیا انڈہ کھانے سے تو یہ سب کچھ نہیں ہوا تھا۔ میری اور سہیلیوں اور اکثر ملنے والیوں نے سبھی تقریباً ایسی ہی شکایت بتائی ہے کہ انہیں انڈہ کھانے سے فائدہ کی بجائے نقصان پہنچا۔ اب آپ سے التماس ہے کہ اس طبی مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

(شاہ ناز نسیم کیانی کراچی)

جواب :- از حکیم سید ظفر عسکری صاحب لاہور

انڈے کے بارے میں اگر میں یہ کہہ دوں کہ یہ سو فی صد مضر اثرات کا حامل ہے اور قطعی غیر فطری غذا ہے تو ڈر ہے کہ لوگ مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں مگر حقیقت پسندی کے پیش نظر میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ (۱) انڈہ سخت مضر صحت اثرات کا حامل ہے (۲) قطعی طور پر جزو بدن نہیں ہوتا۔ (۳) جیسے کھاؤ ویسے ہی نکل جاتا ہے (۴) مضر صحت اثرات کچھ اس طرح کار فرما ہوتے ہیں کہ کھانے کے بعد جب یہ معدے میں جاتا ہے تو معدہ اسے ہضم کرنے کے لیے پوری زور آزمائی کرتا ہے۔ ہضم کرنے کے لیے اسٹمک ایسڈ (اسٹمک جوس) یا بائل (صفرا) کی تیزابیت چھوڑتا ہے۔ انڈا تو غیر منہضم صورت میں آنتوں میں پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اس کش مکش میں جمع شدہ تیزابی مادہ خون میں حل ہو کر جسم کا دورہ کرتا ہے۔ یوں لوگ بدن میں گرمی کی کیفیت جو انڈے کی اعجاز مسیحائی نہیں بلکہ اپنے ہی جسمانی اعضا کے نقصان سے جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں دیکھ کر محسوس کرتے ہیں یہ انڈے کی کرشمہ سازی ہے۔ میرے پاس طب سے متعلق کتب کا عظیم ذخیرہ موجود ہے۔ میں نے کسی قدیم طبی کتب میں (جدید نہیں) کہیں بھی انڈے کا بطور طعام ذکر نہیں پڑھا۔ چہ جائیکہ اس کی خاصیت کے بارے میں مندرجات مطالعہ سے گزرے ہوں۔ میں اپنے طبی تجربات کی بنا پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ سرطان (کینسر) پیٹ میں گیس کی بیماری، مالیخولیا اور کئی دوسرے امراض کا سبب انڈہ ہے۔ مجھے مفتی دین ہونے کا دعوے نہیں۔ تاہم اتنا کہہ سکتا ہوں کہ پیغمبر اسلام، خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کے کھانے میں انڈے کا ذکر موجود نہیں۔ حتیٰ کہ صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ انہوں نے کبھی انڈہ نہیں کھایا۔ انڈہ یورپ سے سترھویں صدی عیسوی میں لا کر لوگوں کو اس کے استعمال کی طرف راغب کیا گیا۔ میں نے پوری ذمہ داری کے ساتھ انڈے کا باقاعدہ تجزیہ کرانے کے بعد یہ معلوم کیا ہے کہ یہ پرندے کی البیومن اور سیمن کا مرکب ہے۔ بالفاظ دیگر یہ پرندے کا مادہ تولید ہے۔ اب ظاہر ہے کہ مادہ تولید درندے کا ہو، چرندے کا ہو، پرندے کا ہو یا انسانی از روئے شریعت کیسے جائز جب کہ اسے ناپاک قرار دے کر غسل واجب

جواب الجواب حکیم نور احمد صدر طبی کمیٹی لاہور

حکیم ظفر عسکری صاحب کے بیان سے غلط فہمی اور شکوک عوام الناس کے دلوں میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ معزز اراکین طبی کمیٹی لاہور نے مجھے صحیح غذائی صورت اور انڈے کے متعلق قدیم اطباء اور بزرگان دین کے اقوال معاشرہ کے سامنے پیش کرنے کی سفارش کی ہے۔

(۱) انڈا ایک مکمل غذا ہے جسے درجنوں چرند پرند تکمیل پا کر اپنی زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔

(۲) انڈے کی زردی، سفیدی اور اوپر والے خول تک میں ہمارے بدن بنانے والے مفید اور کار آمد اجزا شامل ہوتے ہیں۔ امام فن شیخ الرئیس بو علی ابن سینا نے اپنی یگانہ روزگار کتاب القانون کے باب ادویہ قلبیہ میں فرمایا ہے کہ اگرچہ انڈہ دل کی دواؤں میں شامل نہیں لیکن اسے دل کی قوت فراہم کرنے میں بڑا دخل ہے۔ مرغ اور چکور جیسے حیوان رجو کر انسان سے زیادہ الفت رکھتے اور ان کا گوشت عمدہ ہوتا ہے) کے انڈے بہترین، بدن پرور غذائیں، زردی بہت جلد خون میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس میں برائے نام فضلہ ہوتا ہے۔ اس کے استعمال سے پیدا ہونے والا خون دل کی غذا بننے کی استعداد رکھتا ہے۔ کتاب الاغذیہ والاشربہ میں ابو حامد بن عمر سمرقندی نے تحریر فرمایا ہے کہ انڈا ایسی غذا ہے جو گوشت سے مماثلت رکھتا ہے۔ انڈہ حیوان کا ہی جزو ہے بلکہ بالقوہ یعنی ہضم ہو کر پورے حیوانی اجزا کا خزانہ ہے۔ انڈہ بدنِ حیوانی کے اعضا اصلیہ کی تعمیر میں وہی کام کرتا ہے جو مادہ منی جنین کے تانے بانے میں کرتا ہے۔ آج سے صدیوں پہلے عرب اطبا نے بین الاقوامی دنیا کے سامنے اس حقیقت کا انکشاف کیا تھا کہ انڈے کی زردی گرم اور تر مزاج اور سفیدی سرد تر مزاج رکھتی ہے۔ یہ دونو بدنِ انسانی میں بہت جلد ہضم ہو کر جزوِ بدن بن جاتی ہیں۔ جمہور اطبا قدیم اسے کثیر الغذا، زود ہضم اور بغیر فضلہ چھوڑے جلد خون میں تبدیل ہونے والی غذا تسلیم کرتے ہیں۔ صاحبِ قانون یعنی شیخ الرئیس جن کی کتاب سترھویں صدی عیسوی تک جملہ یورپین طبی درسگاہوں میں پڑھائی جاتی تھی اسے ایسی مکمل غذا تسلیم فرماتے ہیں جو تمام تر جزو بدن ہو جاتی ہے۔ قابلِ احترام بزرگ طبیب حاذق الہند حکیم سید ظفر یاب علی صاحب (عسکری صاحب کے والد ماجد مرحوم) اپنے مطب میں آنے والے درجنوں مریضوں کو مدت العمر انڈے کے استعمال کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ میری عمر اس وقت پون صدی کے قریب ہے۔ آج تک لاکھوں مریضوں کو اطبا کے تجویز کئے ہوئے طریقے نے انڈہ استعمال کرا کے فائدہ حاصل کیا ہے۔ حکیم جالینوس صاحب جو مغربی اور مشرقی طب میں امام تسلیم کیے جاتے ہیں۔ انڈہ کو بہترین زود ہضم غذا تسلیم کرتے ہیں۔ انڈہ کو نیم برشت کر کے کھانا بین الاقوامی دنیا کو سکھلاتے ہیں۔ ان کا فرمان ہے کہ ٹھنڈے پانی میں سالم انڈہ ڈال دیا جائے اور پتیلی کو نرم آگ پر رکھ کر تین سو گنتی پوری کر لی جائے۔ دوسرے طریقے میں اُبلتے پانی میں انڈہ ڈال کر سو تک گنتی پوری کر لی جائے۔ اس وقت دُنیا بھر میں ہاف بوائل (نیم برشت) ہاف فرائی۔ فرائی اور پوچ کر کے انڈے کا استعمال بدنی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کرنے کے لیے جوانوں، ادھیڑ عمر، بوڑھوں، کمزوروں اور بلغمی مزاج والوں کو حکیم اور ڈاکٹر صاحبان تجویز کر رہے ہیں۔ بچوں اور گرم مزاج جوانوں کو ہم انڈہ استعمال کرنے سے منع کرتے ہیں۔ گرم طبیعت والے انڈہ کو برداشت نہیں کر سکتے اور اس سے نقصان اُٹھاتے۔

(۳) انڈہ بدن انسانی میں پونے دو گھنٹے میں ہضم ہو جاتا ہے۔ اس میں بارہ سے تیرہ فیصد تک لحمیات یعنی پروٹین ہوتے ہیں۔ گیارہ سے چودہ فیصد تک حیوانی گھی، معدنی نمکیات ایک فیصد۔ نشاستہ دار اجزا ۰۸ فی ہزار، چونا ۵۶، فاسفورس دو سو، سوڈیم دو سو۔ حیاتین الف بین الاقوامی اکائی ۱۱۴۰ سو، فولاد دو اور معمولی مقدار میں تھائے ہیں۔ رابوفلیوین اور تایمین ہوتے ہیں۔ ہضم ہونے کے بعد اس کا گھی بدن میں چالو مشینوں کو ایندھن مہیا کر کے چلانے، لحمیات عضلات۔ اعصاب اور گوشت پوست بنانے والے کیسہ ہا (خلیات۔ سیلز) بنانے میں مدد دیتے۔ حیاتین (الف) تو انڈے میں موجود ہوتی ہے۔ ہضم ہونے کے بعد تایمین۔ تھائے مین اور رابوفلیوین بھی حیاتین (ب) میں تبدیل ہو کر بدنی نشو و نما میں مددگار بنتی ہے۔ غرض تمام اجزا بدنی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کرتے ہیں۔ ایک انڈہ کھانے سے ایک سو ستر حرارے ہمارے بدن میں پیدا ہوتے ہیں۔ صدیوں پہلے مقتدر عرب اطبا نے دنیا کو بتلایا تھا کہ انڈا میں فضلات نہیں ہوتے جس کی تصدیق آج کا ماہر غذائیات کر رہا اور دنیا کو بتلا رہا ہے کہ انڈہ کے لحمیات سو فیصدی بدن کی بناوٹ میں خرچ ہوتے ہیں۔ حکیم صاحب کا فرمانا کہ جیسے کھاؤ ویسے ہی نکل جاتا ہے تحقیق کے خلاف ہے۔

(۴) کسی بھی قدیم طبی کتاب میں انڈے کا ذکر بطور طعام نہیں۔ گذارش ہے امامِ فن شیخ الرئیس ابن سینا کی مایۂ ناز کتاب القانون جسے پڑھ کر اور سترھویں صدی تک داخل نصاب کر کے یورپین طب نے ترقی کی ہے۔ میں انڈے کو سریع الہضم۔ کثیر الغذا اور بغیر فضلات دل کی غذا بننے والا تسلیم کیا گیا ہے۔ پھر جناب حکیم ابو حامد بن علی بن عمر سمرقندی کی کتاب الاغذیہ

والاشخص یہ ہی پڑھ لی ہوتی۔ رموزِ اعظم ہی ٹٹولتے۔

(۵) حکیم صاحب کے تجربات میں سرطان، گیس، مالیخولیا وغیرہ انڈے کے استعمال سے پیدا ہوتی ہے۔ جواباً گزارش ہے کہ انڈہ کو سخت اُبال کر اس کی زردی سیاہی مائل کرکے یا دیر تک پکا کر اس کی ٹکی بنا کر کھانے سے یہ دو گھنٹے سے پہلے ہضم ہونے والا انڈہ زہریلا، دیرہضم، قولنج اور گردوں میں خرابی پیدا کرنے والی غذا بن جاتی ہے۔ اسے پُرانے حکیموں نے منع کیا ہے۔ دوسرے گرم طبیعت والے مرد عورت، گرم عمر اور گرم آب و ہوا میں رہنے والے، خونی بواسیر اور محرقہ بخار (ٹائیفائڈ) سے اُٹھے ہوئے مریضوں کو انڈہ کھانا ہم لوگ منع کرتے ہیں۔ عزیزی شہناز نسیم کیانی بھی جوان سال، گرم مزاج اور ٹائیفائڈ کے حملے پر اُٹھی ہوئی تھی۔ اسے انڈے کا استعمال بالکل غلط تھا جس کے نتیجہ کے طور پر یرقان ظاہر ہوا۔

(۶) بزرگانِ دین کا انڈے کو استعمال نہ کرنا، بحوالہ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد (عربی)، مطبوعہ مصر تالیف شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن قیم الجوزیہ۔ باب ذکر الادویہ والاغذیہ حرف الباء صفحہ ۱۵۸ (بیض)، ذکر البیہقی فی شعب الایمان اثراً مرفوعاً انّ نبیاً من الانبیاء شکا الی اللہ سبحانہٗ۔

(الف) الضعف۔ فامرہٗ باکل البیض ترجمہ امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے باب شعب الایمان میں حدیث مرفوع بیان فرمائی کہ جب جملہ انبیاء میں سے ایک نبی نے اللہ تعالیٰ کے حضور بدنی کمزوری کی شکایت پیش کی تو ان کو انڈہ کھانے کا حکم فرمایا گیا۔

(ب) حالاتِ زندگی سیدنا غوث الاعظم رحمہ اللہ کتاب زبدۃ الاثار تلخیص (صفحہ ۱۷)۔ (بہجۃ الاسرار عربی صفحہ ۹۷) تالیف شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ میں عبارت یوں شروع ہوتی ہے۔ قاضی القضاۃ صالح نصرؒ نے اپنے چچا عبدالوہابؒ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ وہ بلادِ عجم کے سفر پر نکلے اور بہت علوم حاصل کئے۔ واپسی پر اپنے والد محترم یعنی غوث الاعظمؒ سے اجازت چاہی کہ لوگوں کے سامنے وعظ کریں۔ آپ کی اجازت سے میں ممبر پر جا بیٹھا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے جو علم دیا تھا بیان کرتا رہا۔ میرے والد بھی سُنتے رہے۔ میرے بیان سے نہ کسی کے دل پر رِقّت طاری ہوئی اور نہ اثر ہوا اور نہ کسی کی آنکھ سے آنسو نکلے۔ اہلِ مجلس نے میرے والد محترم کو وعظ کرنے کے لیے کہا۔ میں ممبر سے نیچے آگیا تو میرے والد مکرم جناب غوث پاکؒ نے ممبر پر تشریف فرما ہو کر وعظ فرمانے سے پہلے بتایا کہ میں کل روزہ دار تھا۔ میرے بیٹے یحییٰ کی والدہ نے انڈے پکائے تھے اور ایک مٹی کے برتن میں ڈال کر طاق پر رکھ دیئے۔ اچانک ایک بلّی آئی جس نے وہ برتن اور انڈے گرا دیئے اور ضائع کر دیئے۔ یہ بات کہنا تھی کہ اہلِ مجلس نے ایک شور برپا کر دیا یعنی رونے لگے۔

(ج) حدیث شریف سے انڈے کی حلّت کا شرعی ثبوت بخاری شریف جلد اوّل، صفحہ ۱۲۷:۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کے روز فرشتے مسجد کے دروازے میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور مسجد میں سب سے پہلے داخل ہونے والے کو اونٹ کی خیرات، اس کے بعد گائے، اس کے بعد دُنبہ اس کے بعد مرغی، پھر انڈے کے صدقہ کرنے کا ثواب لکھتے جاتے ہیں۔ علامہ بدر الدین عینی بخاری شریف کی شرح میں فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث شریف میں مرغی، انڈہ اور اُن کے مثل چیزوں کی خیرات کے جواز کی دلیل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلال جانوروں کے ساتھ انڈے کا ذکر فرمانا اس کے حلال ہونے کی کافی اور وافی دلیل ہے، کیونکہ حرام و ناجائز کی خیرات جائز نہیں۔ سب سے بڑھ کر جنت میں حوروں کو مرغی کے انڈے جیسی آنکھیں رکھنے والی فرمایا گیا۔ کَاَنَّھُنَّ بَیۡضٌ مَّکۡنُوۡنٌ مالک الملک ہمارا خدا انڈے سے اسی لیے تشبیہ دے رہا ہے۔ کہ انڈہ بہترین بدلے پردہ، حلال، سستی اور خالص غذا ہے۔ اور بزرگانِ دین اسے بطور غذا استعمال فرماتے رہے ہیں۔ امید ہے کہ حکیم صاحب کے عظیم ذخیرہ طبی کتب میں یہ کتابیں بھی موجود ہوں گی۔

(۷) حکیم صاحب کو تجزیے کے بعد پتہ چلا کہ انڈہ پرندے کی سیمن (مادہ منی) اور البیومن کا مرکب ہے۔ جواباً گزارش ہے کہ اسلامی فقہ میں حلال جانور کا انڈہ اور دودھ بھی حلال سمجھا جاتا ہے۔ اگر انڈے کو پرندے کا مادہ منویہ ہی تسلیم کر لیا جائے تو حقیقت بدل جانے سے حکم بھی بدل جاتا ہے۔ سرکہ اور شراب ایک ہی چیز سے بنایا جاتا ہے۔ شراب میں نشہ اور سرکہ غذا بنایا جاتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ سرکہ حلال ہے اور اسے شوق سے دُنیا بھر کے لوگ استعمال کرتے ہیں اور شراب حرام۔ دنیا بھر کے جلیل القدر فقیر بادشاہ اور خلیفۂ دوئم حضرت عمرؓ نے جب ایک صحابی کو انڈے کی زردی اور سفیدی کو جُدا جُدا رکھ کر بطور سالن کھاتے دیکھ کر اعتراض فرمایا کہ دو سالنوں سے کیوں

(باقی ۲۶ پر)

مولوی عبدالغنی شیدا

# درسِ اتحاد

دوستو! جب تک نہ آئے گا یہاں وہ انقلاب — جس سے نافذ ہو یہاں آئینِ دستورِ کتاب
جادۂ منزل پہ واپس آ نہیں سکتی کبھی — امتِ مرحوم، کھو بیٹھی ہے جو راہِ صواب
منکرِ ختمِ نبوت، منکرِ توحید ہے — ہے وہ کافر اور مشرک از روئے امّ الکتاب
عقل و دیں، شرم و حیا اور غیرت و عفت تمام — ہر برائی اوج پر، نیکی کا ہے مسدود باب
امتیازِ مرد و زن کا کچھ نشاں باقی نہیں — عورتیں مردوں کی صورت، مرد نسوانی خطاب
بے حیائی وہ کہ شرماتا ہے ابلیسِ لعیں — اس طرح حوا کی بیٹی پھر رہی ہے بے حجاب
وہ فحاشی اور عیاشی جس سے قومیں مٹ گئیں — اُف یہ پاکستان میں طوفانِ طاؤس و رباب
یہ پتہ دیتے ہیں سیلابِ قیامت خیز کا — خوابِ مستی چھوڑ دو اور جاگ اٹھو قبلِ عذاب
ہاں مگر ان ظلمتوں میں شمعیں کچھ روشن بھی ہیں — رہروانِ راہِ حق ہوتے ہیں جن سے فیضیاب
اہلِ حق کا قافلہ اک سربکف ایسا بھی ہے — دل میں ہے ہمدردیٔ ملت سے جن کے اضطراب
رات دن بے چین رکھتا ہے انہیں امت کا غم — ہے شریکِ غم جمعیۃ مشتمل بر شیخ و شاب
قاسم و محمود جن کے قافلہ سالار ہیں — مدنی و گنگوہی و احمد علی سے آفتاب
ان میں ہر ایک وقت کا شبلی، جنید و بایزید — کوئی ان میں آفتاب اور کوئی ان میں ماہتاب
یہ مرے اسلاف جن پر سدا نازاں ہوں میں — جن کے قدموں میں پڑے دیکھے بڑے عزت مآب
آؤ پھر اسلام کے پرچم کو کر دیں سربلند — اپنے خوں سے سینچ کر گلشن میں لائیں انقلاب

**مفتی محمود، قائد انور و درخواستی!!!**
**کس قدر اونچا ہے شیدا ان سے میرا انتساب**

# سُنّت کی پیروی

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

فضیلت سنت کی تابعداری کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور بزرگی حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پر منحصر ہے۔ مثلاً دوپہر کے وقت سونا، جو اس سنت کی پیروی میں واقع ہو، وہ ان کروڑوں شب بیداریوں سے اولیٰ وافضل ہے۔ جو سنت کی متابعت میں نہ ہوں۔ اور اسی طرح عید الفطر کے دن روزہ نہ رکھنا، جس طرح کہ شریعت مصطفویٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، وہ ان دائمی روزوں سے بہتر ہے، جو شریعت کے مطابق نہ ہوں۔ اسی طرح ایک "جتیل" (اس وقت کے رائج سکے) کا شارع علیہ السلام کے حکم کے مطابق دینا اپنی مرضی سے (شرعی حکم کے سوا) سونے کا پہاڑ خرچ کرنے سے زیادہ بلند مرتبہ رکھتا ہے۔

(لہٰذا) حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز نماز صبح باجماعت ادا فرما کر حضرات صحابہ کرام رض کی طرف نگاہ فرمائی۔ ان میں سے ایک اصحابی کو جماعت میں حاضر نہ پایا۔ اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ صحابہ کرام رض نے عرض کی کہ وہ ساری رات کو زندہ رکھتے ہیں (یعنی رات بھر نفلی عبادات کرتے ہیں) ممکن ہے کہ اس وقت وہ سو گئے ہوں۔ حضرت امیر المومنین رض نے فرمایا کہ اگر وہ ساری رات سویا رہتا۔ اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرتا، تو یہ بہتر تھا۔

اہلِ ضلالت (گمراہوں) نے بہت ریاضتیں اور مجاہدے کئے ہیں۔ کیونکہ وہ شریعت حقانی کے موافق نہیں ہیں۔ اس لئے وہ بے اعتبار وخوار ہیں۔ اگر ان اعمال سے کچھ اجر مترتب بھی ہو تو وہ بعض دنیاوی منافع تک محدود ہے۔ اور تمام دنیا کیا ہے؟ (کچھ بھی نہیں۔ اس لئے) اس کے کسی بھی نفع کا کوئی کیا اعتبار کرے۔ ان گمراہوں کی مثال خاکروبوں (جھاڑو دینے والوں) کی سی ہے۔ جن کا کام بڑا کٹھن اور اُجرت سب سے کم ہے۔ (اس کے برعکس) شریعت کے تابعداروں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے۔ جو نفیس زیوروں میں قیمتی ہیرے جڑنے کا کام کرتے ہیں۔ ان کا کام نہایت تھوڑا ہے، مگر ان کی مزدوری بہت زیادہ ہے۔ اور ایک گھڑی کا کام اجر میں ایک لاکھ کے برابر ہو سکتا ہے۔

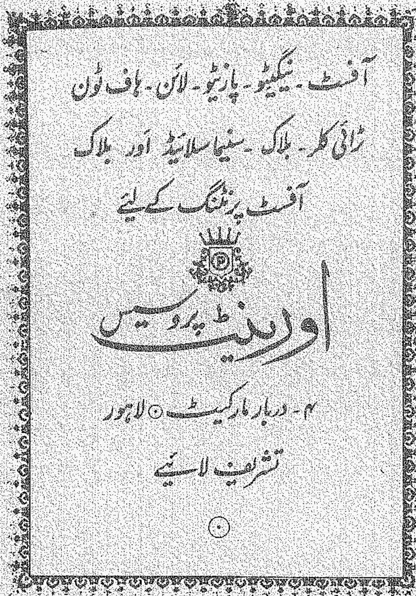
اس حقیقت کا راز یہ ہے کہ جو عمل شرعی احکام کے مطابق کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ (اور شریعت کی پابندی کئے بغیر) اس کے خلاف جو عمل کیا جائے، وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ ا!! اس سے ثواب کی امید کہاں ہے؟ بلکہ اس سے تو الٹا عذاب کی توقع ہے۔ یہ بات اس جہان میں واضح طور پر دیکھی جاتی ہے۔ تھوڑی سی توجہ سے حقیقت کھل جاتی ہے ؎

ہر چہ گیرد علتی علت شود
کفر گیرد کاملے ملت شود

(یعنی دل کا مریض اپنے قلبی فساد کے باعث اچھی بات خراب بنا دے گا۔ اور کامل جس کا قلب سلیم ہے۔ وہ فاسد بات کو بھی دین کے مطابق درست کرے گا۔ حاصل کلام صحبت ناقص سے بندہ ناقص بنتا ہے۔ اور صحبتِ کامل کفر کو دین میں بدل دیتی ہے)۔

لہٰذا سب سعادتوں کا سرمایہ سنت کی تابعداری ہے اور سب فسادوں کی بنیاد شریعت کے برخلاف چلنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ثابت قدم رکھے۔

از مکتوب ۱۱۴ — دفتر اول




کاروانِ احرار جلد دوم شائع ہوگئی
تاریخ آزادیٔ برصغیر پر پہلی مستند تاریخی دستاویز
★ —— جانباز مرزا کے قلم سے!
بہترین کاغذ، آفسٹ کی لکھائی چھپائی، سنہری جلد، صفحات ۵۲۵
—— قیمت تیس روپے صرف ——
مکتبہ تبصرہ ۴/۷ گلشن کالونی بادامی باغ لاہور

# اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی منع ہے

عبداللہ خادم

قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا انہ ھو الغفور الرحیم۔

ترجمہ: فرمادیجئے ان لوگوں کو جنہوں نے زیادتی کی ہے اپنے نفسوں پر کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ تحقیق اللہ بخشنے والا ہے تمام گناہوں کو بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے ایک ہاتھ میں دنیا و مافیہا رکھ دی جائے اور دوسرے ہاتھ میں یہ آیت رکھ دی جائے تو میں اس آیت کے بدلے میں ان تمام چیزوں کو ٹھکرا دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جب فرعون لعین سے مقابلہ تھا تو روزانہ اللہ تعالےٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرماتے کہ موسیٰؑ! کل فتح تمہاری ہوگی لیکن فتح نہ ہوتی۔ ایک دن حضرت موسیٰؑ نے دعا مانگی کہ اے اللہ! آپ روزانہ مجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ موسیٰؑ! کل فتح تمہاری ہوگی حالانکہ فتح نہیں ہوتی۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ موسیٰ! دراصل بات یہ ہے کہ روزانہ آپ سے وعدہ کے باوجود فتح نہیں ہوتی۔

یہ فرعون جو کہ کہتا ہے انا ربکم الاعلیٰ رات کو اپنی گردن میں رسی ڈال کر میرے دربار میں نہایت عجز و انکساری سے کہتا ہے۔ کہ اے اللہ! کہ یہ محض تیرا فضل و کرم ہے کہ میں خدائی کا دعوےٰ کیے ہوئے ہوں۔ اگر تو چاہے تو آج ہی مجھے ذلیل و رسوا کر دے۔ اے اللہ! کچھ دن تو اور بھی خدائی کا دعوےٰ کرنے دے۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ موسیٰ! مجھے اس کی عاجزی اور انکساری دیکھ کر ترس آجاتا ہے اور چلو کچھ دن مہلت اور سہی۔ اس وجہ سے تکمیل وعدہ میں تاخیر ہو رہی ہے۔

مسلمانو! اگر فرعون بھی عاجزی و انکساری کے ساتھ اللہ رب العزت کے دربار میں جھک جاتا ہے تو اسے مہلت مل جاتی ہے۔ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے دربار میں گر جائیں اور پہلے گناہوں کی معافی مانگ کر آگے گناہ نہ کرنے کا عہد کر لیں تو کیا ہمیں اللہ اپنی رحمت سے نہیں نوازیں گے؟ ضرور نوازیں گے بشرطیکہ ہم بھی خلوص نیت سے معافی مانگیں۔

فخر رسلؐ کے دور اقدس میں آقائے کلؐ کے دربار کے سامنے ایک شخص رو رہا تھا۔ حضرت عمرؓ بھی اس کو دیکھ کر رونے لگ گئے۔

یہ تھا ہمدردی کا زمانہ کہ ایک شخص کو روتا دیکھ کر دوسرا شخص برداشت نہ کر سکا اور خود بھی رونے لگا لیکن ہم نام نہاد مسلمان ایک شخص کو تکلیف میں دیکھ کر ہنستے ہیں۔

خیر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے دریافت فرمایا کہ عمرؓ! کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا۔ وہ شخص رو رہا تھا اس لیے میں بھی رو پڑا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو بلاؤ۔

وہ شخص بلایا گیا۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بھائی! کیوں رو رہے تھے؟

اس شخص نے کہا کہ میں گنہگار، بدکار، سیاہ کار ہوں۔

فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا عرش بڑا ہے یا تیرا گناہ بڑا ہے؟

اس نے کہا کہ میرا گناہ بڑا ہے۔
حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ کا فرش بڑا ہے یا تیرا گناہ؟
اس نے کہا کہ میرا گناہ۔
آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی کرسی بڑی ہے یا تیرا گناہ؟
اس نے جواب دیا کہ میرا گناہ۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی رحمت بڑی ہے یا تیرا گناہ؟
اس نے کہا کہ اللہ کی رحمت بڑی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا بتلا تیرا کون سا گناہ ہے کیا کرتا رہا ہے؟ اس شخص نے دبے دبے الفاظ میں کہنا شروع کیا کہ میری عمر سات سال کی تھی تو میں نے یہ کاروبار اپنایا تھا جو قبر تازہ دیکھتا بس اس قبر کو کھود کر کفن چرا لے آتا تھا۔ اب میری عمر ۴۵ سال کی ہے۔ حسبِ عادت ایک تازہ قبر نظر آئی تو میں نے قبر کو کھود کر کفن اتار لیا۔ کفن اتارنے کے بعد ایک حسین و جمیل لڑکی نظر آئی۔ کردار بد نے مجھے برانگیختہ کیا تو میں شیطانی جذبے کی تکمیل کی حد تک پہنچ گیا۔ اس فعل نامراد کے بعد اس لڑکی میں روح آگئی۔

وہ کہنے لگی کہ بے غیرت انسان! تجھے شرم نہیں آئی کہ میں دنیا سے پاک ہو کر آئی تھی لیکن تو نے مجھے پلید کر دیا۔

او انسان! کیا میرا یہی قصور ہے کہ میں دنیا سے کپڑے پہن کر آئی تھی تو نے مجھے ننگا کر دیا۔

بس یہی بات اس لڑکی کی کہی تھی نہ جانے میرے دل میں کیا چیز ابھری۔ اب آپ کے دربار میں حاضر ہوں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار نمودار ہونے لگے۔ اور غصہ کی وجہ سے پیشانی سرخ ہو گئی۔ فرمایا ایسے گنہگار کی میرے دربار میں کوئی ضرورت نہیں

وہ شخص روتا ہوا فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے نکل کر ایک قریبی پہاڑ میں جا کر رونے لگ گیا۔ اتنا رویا کہ صحابہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے بھی اس شخص کے رونے کی آواز سنی۔

اللہ پاک کو اس کا رونا پسند آ گیا۔ جبرئیل علیہ السلام حکمِ خداوندی لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے۔ فرمایا أأنت خالق؟ کیا آپؐ پیدا کرنے والے ہیں؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا بل اللہ میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے۔

ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء۔ اللہ ہی جیسے چاہتا ہے ماؤں کے رحموں میں شکل بناتا ہے۔

حضرت جبرئیلؑ نے دوسرا سوال کیا أأنت رازق؟ کیا آپؐ رزق دینے والے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا بل اللہ کہ اللہ تعالےٰ رزق دیتے ہیں۔ ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین۔ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔

جبرئیلؑ نے فرمایا۔ ءأنت ھادیؐ۔ کیا آپؐ ہدایت دینے والے ہیں؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا بل اللہ! انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین۔ اللہ پاک ہی مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ کون ہدایت کے لائق ہے۔

جبرئیلؑ نے فرمایا۔ أأنت تواب؟ کیا آپ توبہ قبول کرنے والے ہیں؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ جس نے پیدا کیا ہے، جو رزق دیتا ہے، جو ہدایت دیتا ہے، توبہ قبول کرنے والا بھی وہی ہے۔

تو حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ جس شخص کو تم نے اپنے دربار سے نکال دیا تھا اللہ تعالےٰ نے اس کی توبہ قبول فرما لی ہے۔ جاؤ پیغمبرؐ! اللہ کا یہ حکم ہے کہ اس کو خوشخبری خود جا کر دو۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حکم خداوندی کو بجا لاتے ہوئے وہاں پہنچے اور اس شخص کو خوشخبری دی۔ کہ اللہ نے آپ کی توبہ قبول فرما لی ہے۔

تو اس شخص کے منہ سے باآواز بلند اللہ کا لفظ نکلا۔ اور وہ عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہو گیا۔ حکم خداوندی کو لبیک کہہ کر چل بسا۔

وہ اتنا گنہگار ہو کر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوا اور وہ خلوص نیت سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں جھک گیا۔ اللہ پاک نے اس کو معاف کر دیا۔

**بقیہ: ایک خدا ناآشنا سرمایہ دار۔۔۔۔۔**

ترجمہ:۔ اس کو کوئی ایسی جماعت نہ ملی جو اللہ کے عذاب سے اُسے بچا لیتی، اور نہ وہ خود ہی اپنے کو بچا سکا۔ اور کل جو لوگ اس جیسا ہونے کی تمنا کر رہے تھے وہ آج اس کو زمین میں دھنستا دیکھ کر کہنے لگے۔ بس جی یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے زیادہ روزی دے دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگی میں ڈال دیتا ہے۔ واقعی اگر ہم پر اللہ کی مہربانی نہ ہوتی تو وہ ہم کو بھی زمین میں دھنسا دیتا۔ تو گویا مطلب یہ نکلا کہ کافروں کو فلاح نصیب نہیں ہوتی۔ یہ عالم آخرت ہم ان لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں، جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد انگیزی کرتے ہیں اچھا انجام نیک لوگوں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔

**بقیہ: کیا انڈا مفید غذا ہے؟**

روٹی کھاتے ہو تو صحابی نے عرض کیا کہ حضور سنّتِ رسول کے خلاف دو سالنوں سے روٹی نہیں کھا رہا بلکہ ایک انڈے کی زردی اور سفیدی کو جُدا جُدا رکھا ہوا ہے۔ معاشرہ خوب جانتا ہے کہ مُرغ اور مرغی کے ملاپ سے اسی دن انڈے پیدا نہیں ہوتے بلکہ ہفتہ دس دن بعد انڈے مکمل ہو کر مارکیٹ میں آتے ہیں۔ بعینہٖ انڈہ کی شکل بدلنے سے چوزہ اپنی زندگی شروع کرتا جس کا کھانا بین الاقوامی دُنیا بلکہ خود عسکری عذاب کے نزدیک بھی حلال ہے۔

بیشک عزیز انڈہ جو ایک مکمل غذا ہے۔ وہ تو صرف دو گھنٹے میں معدہ کے اندر ہی ہضم ہو جاتا ہے۔ پتّہ کا صفرا تو بارہ انگشتی آنت میں گرتا ہے وہاں تک انڈہ اپنا وجود ختم کر کے پہنچنے پاتا ہے۔ یہ پیدا شدہ گرمی تو انڈہ کے ایک سو ستّر (۱۷۰) حرارے دیتے ہیں۔

## خصوصی توجّہ کی ضرورت ہے!

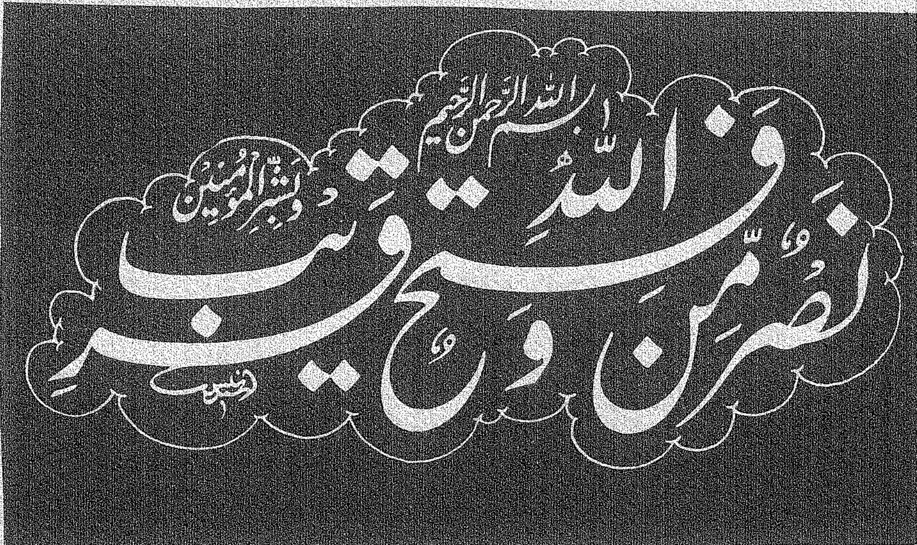
جامعہ اسلام آباد کے ایک دوست "جمعیۃ علماء اسلام۔ اس کا کردار، ماضی اور مستقبل" کے عنوان پر پی، ایچ، ڈی کر رہے ہیں اس سلسلہ میں انہیں جمعیۃ کے متعلق مکمل معلومات، اکابر جمعیۃ کی تقاریر، ان کی زندگی کے خاکے، جمعیۃ کا سیاسی اور مذہبی کردار اور اس ضمن کی دوسری چیزوں پر جو دوست جتنا کچھ مواد مہیا کر سکتے ہیں، کہ کے جماعتی طور پر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں۔

اس سلسلہ میں کوئی دستاویز ہو تو وہ اصل صورت میں یا اس کا فوٹو سٹیٹ ارسال فرما دیں۔ اصل کی صورت میں استفادہ کے بعد وہ واپس کر دیا جائے گا۔

رابطہ کے لیے قاری سعید الرحمٰن صاحب مہتمم وخطیب جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی صدر یا احقر سے رجوع فرمائیں:۔

محمد سعید الرحمٰن علوی

مدیر ہفت روزہ خدام الدین لاہور



رپورٹ

# جلسہ تقسیم اسناد

مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ

ایڈیٹر کے قلم سے

حضرت شیخ العالم مولانا محمود حسن دیوبندی قدس سرہ کو کتاب الہٰی سے جو لگن و تعلق تھا اس سے ایک زمانہ آگاہ ہے۔ مالٹا کی تنہائیوں میں اس مردِ قلندر نے قرآن کریم کا جو ترجمہ کیا۔ اس کو اللہ تعالےٰ نے جو قبولیت عامہ نصیب فرمائی وہ ایک ریکارڈ ہے۔

حضرت نے اپنے خدام اور شاگردوں کو ہمیشہ کتاب مقدس کی خدمت کی ترغیب دلائی نہ صرف ترغیب بلکہ آپ نے اپنے بعض خدام کو خاص اس مشن پر مامور فرمایا۔

امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی قدس سرھما انہی خوش قسمت حضرات میں سے تھے۔ جن کو شیخ عالم نے اس محاذ پر متعین فرمایا اور جب امام سندھی قدس سرہ شیخ کے حکم سے آپ کے نمائندہ کے طور پر کابل تشریف لے گئے تو دہلی کی اس قرآنی درسگاہ کو آباد کرنے والے مولانا احمد علی رح تھے۔

انگریز قرآن کریم کو اپنے راستہ کا سب سے بڑا روڑا سمجھتا تھا۔ لارڈ اٹیلی نے برطانوی دارالعوام میں قرآن کریم زمین پر دے مارا تھا (العیاذ باللہ) اور کہا تھا کہ جب تک یہ مختصر سی کتاب دنیا میں موجود ہے ہماری ترقی محال! یہی وجہ تھی کہ ہر وہ ادارہ اور ہر وہ فرد جو اس کتاب مقدس کو سینہ سے لگائے ہوئے تھا اور خدمت میں مشغول تھا اسے انگریز اپنا دشمن تصوّر کرتا۔

اس "دشمنی" کا حضرت لاہوری رح بھی شکار ہوئے اور دہلی میں ان کا سب کچھ لوٹ کر انہیں پابند سلاسل کر دیا۔ اور پھر شملہ، راہوں اور جالندھر وغیرہ میں نظر بند رکھنے کے بعد لاہور پہنچایا۔ لاہور میں آپ کو تھانہ نولکھا میں رکھا گیا اور دو ضامن بمشکل گوجرانوالہ سے دستیاب ہوئے۔ تب آپ کو لاہور میں قیام کی اجازت ملی۔

شیرانوالہ کا عظیم مرکز آج تو طویل و عریض عمارات پر مشتمل ہے لیکن اس وقت یہاں بہت مختصر سی مسجد تھی۔ وہی آپ کی ابتدائی جد و جہد کا محور تھی۔ بعد میں اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو وسعت دی اور آج وہ پورا ایک سرسبز و شاداب اور تناور درخت بن چکا ہے۔

حضرت شیخ لاہوری رح نے دہلی کی طرز پر اپنے اکابر کی ہدایات کے مطابق تفسیر قرآن کی کلاس کو یہاں جاری فرمایا۔ اور پھر یہ سلسلہ اتنا پھیلا کہ دنیا کے گوشہ گوشہ سے تشنگانِ علوم قرآن یہاں پہنچے۔ اور دامن مراد کو بھرا۔

اسی سلسلہ کے متعلق حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ طلبہ کو ارشاد فرماتے کہ :۔

"تمہارے علم کی تکمیل شیرانوالہ میں ہوگی"

حضرت الامام لاہوری کے انتقال کے بعد آپ کے جانشین اور آپ کے علوم کے وارث مولانا عبید اللہ انور زید مجدھم نے اس سلسلہ خیر کو جاری رکھا۔ جو بحمداللہ اب تک جاری ہے۔ (خدا ہمیشہ جاری رکھے)۔

امسال یہ کلاس ۵ شعبان المعظم کو شروع ہوئی۔ حضرت مولانا انور قبلہ نے افتتاحی تقریب میں شمولیت فرمائی اور اس کلاس کا پس منظر ذکر فرمایا۔ جس کا خلاصہ میں اپنے لفظوں میں ابتدائی سطور میں عرض کر

چکا ہوں۔ چند دن کے بعد انجمن کے سابقہ اعزازی جنرل سیکرٹری جناب حاجی ظہیر الدین صاف آف البدر ٹریڈرز میکلوڈ روڈ لاہور نے اپنی روایت کے مطابق طلبہ کو پُرتکلف کھانا دیا۔ جس میں شیخ انور کے علاوہ حضرت مولانا محمد اجمل خان اور مولانا حمید الرحمٰن بھی تشریف فرما تھے۔

حضرت کے خادم خصوصی حاجی بشیر احمد صاحب نے خلوص و محبت سے کھانا پکایا۔ اور مہمانوں اور طلبہ کو کھلایا۔ اس موقعہ پر مولانا محمد اجمل نے مختصر سا خطاب بھی فرمایا۔ جس کی رپورٹ خدام الدین میں اس سے قبل شائع ہو چکی ہے۔

امسال یہ عجیب صورت حال سامنے آئی کہ حضرت مولانا انور رات کے آخری حصہ میں پڑھانے کے لیے تشریف لاتے رہے۔ عام طور پر یہ ایک اور دو بجے کا درمیانی وقت ہوتا اور پھر آپ سحری کے آخری وقت تک پڑھاتے۔ بس اتنا ٹائم ملتا کہ طلبا سحری تناول کر سکیں۔

رات کے اس آخری حصہ میں تدریس و تعلیم کا یہ سلسلہ حقیقت میں مجھے تو بہت پسند ہے کہ مقبولیت کے اس حسین وقت میں جب شیخ کامل قرآن کے علوم و معارف طلبہ کے سامنے بیان کرے تو جو سماں ہو گا وہ اہل نظر ہی دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت الشیخ کے علاوہ خطیب مکرم مولانا محمد اجمل خان جو ایک کہنہ مشق مدرس اور قرآن کے علوم سے خصوصی لگاؤ رکھتے ہیں تشریف لا کر درس دیتے رہے اور یہ واقعی بڑا مجاہدہ تھا۔ حضرت مولانا محمد اجمل ایک عرصہ سے علیل بھی ہیں اور پھر رمضان کے اضافی معمولات کے ساتھ یہ مجاہدہ ہے۔ یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے۔ علاوہ ازیں حضرت مولانا حمید الرحمٰن عباسی ہزاروی جو حضرت لاہوری کے آخری سال کے شاگرد رشید اور مولانا انور کے انتہائی معتمد اور جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے روح رواں ہیں نے بڑی محنت و جانفشانی سے درس دیا۔ ۲۵ رمضان المبارک کو امتحان ہوا۔ حضرت مولانا انور نے خود پرچہ دیا، خود پرچے دیکھے اور نتیجہ مرتب فرمایا۔ نتیجہ کی رو سے مولوی محمد عبد الحلیم انصاری ابن جناب عبد المجید صاحب انصاری آف جھنگ، مولوی حافظ عبد الاعلیٰ احمد رحمانی ابن جناب مولانا اللہ دتہ صاحب امرتسری آف فیصل آباد اور مولوی صغیر حسن صاحب ابن حافظ نجیب الحسن صاحب مخدوم پور پہوڑاں ضلع ملتان ۱۰۰ ـ ۹۹ ـ اور ۸۰ نمبر لے کر اول دوم اور سوم آئے۔

۲۷ ویں شب کو جامع شیرانوالہ میں دوہری تقریب تھی۔ ایک تو تراویح میں ختم قرآن تھا اور دوسرے دورہ تفسیر کے طلبہ کو سندات کی تقسیم۔

اس موقعہ پر تلاوتِ قرآن کے بعد جناب منظور سعید نے نظم پیش کی اور پھر ان سطور کے راقم نے ابتدائی اور تمہیدی طور پر گذارشات پیش کرتے ہوئے حضرت الامام لاہوری کی علمی و دینی خدمات کا تذکرہ کیا۔

حضرت انور اور ان حضرات کے ہاتھوں طلبہ میں سندات تقسیم ہوئیں۔ اول، دوم اور سوم آنے والے طلبہ کو حضرت لاہوری قدس سرہٗ کا ترجمہ والا قرآن مجید ایک ایک نسخہ اور آپ اور مولانا انور کی تعلیمات پر مشتمل کتب و رسائل کا ایک ایک سیٹ انعام کے طور پر دیا گیا۔ جبکہ باقی تمام پاس شدہ طلبہ کو (یاد رہے کہ نتیجہ ۸۵ فیصد رہا) حضرت لاہوری اور فرزند لاہوری کی کتابوں کے سیٹ دئیے گئے اور پھر مرشد انور کی طویل دعا پر یہ تقریب ختم ہوئی۔

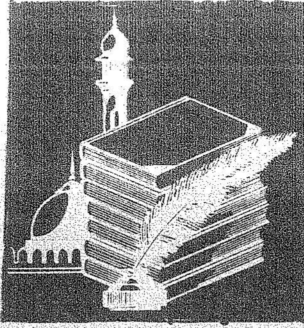
اللہ تعالیٰ اس سلسلہ خیر کو تا قیامت جاری رکھے۔

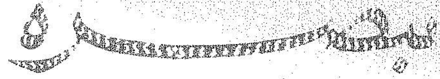
---

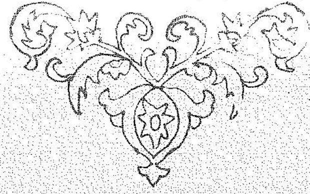
بقیہ: [illegible]

سے بہتر ہے یعنی تمہارا مر جانا تمہارے جینے سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، کتاب الرقاق باب تغیر الناس۔ الفصل الثالث)

پاکستان اسلامی مملکت ہے۔ ہم نے روزِ اوّل سے اس کے اسلامی ریاست ہونے کا دعوے کیا ہوا ہے۔ اور قانونی طور پر بھی ہم اس کے اسلامی ہونے کا اعلان کر چکے ہیں۔ اب عوام دریافت کرتے ہیں اسلام کیا ہے؟ اور اسلامی ریاست کے خد و خال کیسے ہوتے ہیں؟ وہ غیر اسلامی حکومتوں سے کن باتوں میں ممتاز ہوتی ہے؟ انہیں پتہ نہیں چلتا کہ اسلام نے سلطنت کی شکل کون سی مقرر کی ہے؟ بادشاہی ہو، جمہوریت ہو، حکومت کرنے والوں کا انتخاب عام لوگ کریں یا خاص بڑے بڑے لوگ کریں — جواب میں ان سے عرض ہے کہ اس حدیث پر غور کیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سیاسی، اقتصادی اور انتظامی تشکل کا عام نقشہ بہت وضاحت کے ساتھ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔





## آخری نبیؐ اور توراتِ موسوی

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لیے رحمت اور بشیر و نذیر ہیں۔ آپ کی بعثت مبارکہ سے بدنوں پہلے جو صحیفے اور کتب اللہ تعالےٰ نے دنیا میں بھیجیں ان میں اس آخری نبیؐ کی آمد و بعثت، اس کے کمالات و فضائل، علامات اور کارناموں کا ذکر تھا۔ مرورِ زمانہ اور ان کتابوں کے نام لیواؤں کی خود غرضی اور بد دیانتی کی وجہ سے وہ کتابیں اپنی اصلی شکل و صورت میں باقی نہ رہ سکیں۔ بلکہ ان میں اتنی تحریف کر دی گئی کہ توبہ بھلی! خاص طور پر وہ حصے تحریف و تبدیلی کا نشانہ بنے جو نبی عربی سے متعلق تھے۔

مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد جناب نبی کریم علیہ السلام کو مدینۃ النبی میں یہود سے پالا پڑا۔ یہ قوم اپنی ضد، ہٹ دھرمی، بغض و عناد اور دجل و فریب مکاری و ابلیسی میں اپنی مثال آپ تھی۔ اس نے چراغِ مصطفوی کو بجھانے کے لیے تحریف کتب کی گرم بازاری کے ساتھ ساتھ قتل و سازش کے منصوبے بھی بنائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے ہر موقعہ پر ذلیل و رسوا کیا اور نجران وغیرہ کے عیسائی جو بڑے طمطراق سے داعی اسلام کو نیچا دکھانے آئے تھے منہ کی کھا کر واپس پلٹے۔ لیکن بُرا ہو تعصب و ہٹ دھرمی کا کہ انہوں نے خود صداقت کی راہ کو نہ اپنایا اور اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہے۔ اسی پر موقوف نہیں بلکہ جب سے اب تک ان کے اخلاف دجل و تلبیس کے روایتی ہتھکنڈوں سے کام لے کر قصرِ اسلام پر کلوخ اندازی کا مکروہ طریق اپنائے ہوئے ہیں۔ اور اس شغل نامسعود سے ذرہ بھر نہیں شرماتے۔

لیکن اللہ تعالےٰ نے دعائے خلیل و نوید مسیحا حضرت محمد مکی و مدنی علیہ السلام کی امت خیر میں ہر دور میں ایسے رجالِ کار پیدا کئے جنہوں نے دنیائے یہود و عیسائیت کا ہر میدان میں مقابلہ کیا اور اپنے نبیؐ و اسلام کی عظمت و برتری کو ایسا الم نشرح کیا کہ دنیا عش عش کر اٹھی۔ تاہم ان لوگوں نے نہ ماننا تھا نہ مانے۔

برصغیر کے پچھلے دَور میں جبکہ کمپنی کی حکومت کے زور میں یہاں تثلیث کے جال جُبنے جا رہے تھے مولانا نانوتوی مولانا رحمت اللہ، ڈاکٹر وزیر آغا اور مولانا ابوالمنصور جیسے بزرگانِ خدا نے وکالت اسلام کا فریضہ سرانجام دے کر پادری فنڈر جیسوں کو ایسا بھگایا کہ وہ پھر ادھر کا رخ نہ کر سکے۔ تاہم پادری برکت اللہ جیسے بھارتی لوگ فنڈر کی جانشینی کا حق ادا کرنے کی فکر میں آج بھی ہیں اور وہ اب بھی اس قسم کا بازاری لٹریچر لکھ رہے ہیں جس سے اہل اسلام کو شدید کوفت ہوتی ہے تاہم ہر فرعونے را موسیٰ کے مصداق اللہ تعالےٰ نے نور کوٹ جیسے ریتلے اور بے آب و گیاہ علاقہ میں ایک لائق محقق اور اسلام کے مخلص خادم مولانا بشیر احمد جالندھری کو توفیق بخشی۔ جنہوں نے یہ کتاب لکھ کر پادری صاحب کی نہ صرف قلعی کھول دی بلکہ متعدد ضمنی مباحث کے ذریعہ اس گھر کی تلبیسات کا دام ہزرنگ زمین تار تار کر دیا۔ کتاب پر ملک کے متعدد ارباب علم و فضل کی تقاریظ و آراء موجود ہیں جو اس کتاب کی اہمیت اور دنیائے اسلام کی صحیح ترجمانی کا بہترین سرٹیفکیٹ ہیں۔

اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ اس قسم کے لٹریچر کا بالاستیعاب مطالعہ کریں اپنے عزیزوں اور احباب کو کرائیں تاکہ وہ دنیائے دجل کے فریب و مکر سے محفوظ رہ سکیں ۴۶۲ صفحات کی یہ ضخیم کتاب صرف بیس روپے میں مکتبہ محمودیہ شورکوٹ روڈ ضلع جھنگ اور مکتبہ معاویہ ۱۳۱/۱ وحید آباد کراچی سے دستیاب ہے۔

---

## تحقیق وہ مددگار

مولانا بشیر احمد جالندھری خطیب جامع مسجد شورکوٹ روڈ کو اہل کتاب کے موضوع سے خاص دلچسپی ہے اور اس ضمن میں ان کا شاہکار "آخری نبی اور تورات موسوی" ہے۔ اس کے علاوہ زیر نظر رسالہ بھی معرکہ کی چیز ہے۔ جس میں "انجیل یوحنا" کی فارقلیط والی پیشین گوئی پر موصوف نے سیر حاصل تبصرہ کیا ہے اور قرآن و بائبل کی روشنی میں محمد عربی علیہ السلام کے مقام اور آپ کی عظمت پر عشق و محبت کے ڈوبے ہوئے پیرایہ میں گفتگو کی ہے۔ یہ رسالہ ڈیڑھ روپیہ میں مکتبہ محمودیہ شورکوٹ روڈ اور مکتبہ معاویہ ۱۳۱/۱ وحید آباد کراچی سے مل سکتا ہے۔

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا بشیر احمد پسروری، مولانا دوست محمد قریشی اور مولانا محمد مالک کاندھلوی جیسے بزرگوں کی آرا شامل کتاب ہیں۔ جن کے بعد مزید خامہ فرسائی لاحاصل ہے۔

---

## تین عقیدے اور تحقیق مسئلہ بشریت

مولانا بشیر احمد موصوف کے قلم سے یہ دو رسالے اصلاح عقائد کے لیے لکھے گئے ہیں۔ افراط و تفریط کے امراض جو بدقسمتی سے مسلمانوں کے اندر پیدا ہوگئے ہیں۔ ان کی راہ سے پیدا ہونے والی کلامی اور عقیدہ کی غلطیاں خرمن ایمان کی بربادی کا باعث بن سکتی ہیں۔ جن سے بچنے کے لیے قرآن و سنت کے نقطۂ نظر کو جاننا از بس ضروری ہے اور ان رسالوں کے اندر موصوف نے اسی انداز سے سنجیدہ گفتگو کی ہے۔

پچاس پیسہ اور ڈیڑھ روپیہ میں یہ رسالے مکتبہ عثمانیہ شورکوٹ روڈ ضلع جھنگ اور مکتبہ معاویہ ۱۳۱/۱ وحید آباد کراچی سے مل جائیں گے۔

ہماری خواہش ہے کہ ان رسالوں کو بہت عام کیا جائے تاکہ اللہ کی مخلوق صحیح اسلامی نقطۂ نظر کو سمجھ سکے۔



## طالبانِ علوم قرآن کے لیے خوشخبری

مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں چشمۂ فیض قرآن حکیم حضرت قاری حکیم اللہ صاحب پانی پتی (مرحوم) نے سرزمین جھنگ میں قیام پاکستان کے بعد جامع مسجد جھنگ بازار بالمقابل سبزی منڈی میں جاری کیا تھا۔ جو اب بھی قائم ہے۔ اس سرچشمۂ فیض سے بہت سے حفاظ اور قراء نے استفادہ کیا۔ جو آج بھی مختلف مساجد میں قرآن پاک سناتے ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد یہ دینی درسگاہ بہت سی مشکلات کا شکار رہ گئی اس کے باوجود مدرسہ میں صرف سکول کے بچے ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ حفظ کا شعبہ بالکل ختم ہو گیا تھا۔ مگر اب الحمد للہ ۱۳۹۵ھ میں خطیب جامع مسجد ہذا مولوی حبیب الرحمن جملہ نمازیان مسجد کی بے پناہ خواہش اور اصرار پر توکلاً علی اللہ حفظ با تجوید کے شعبے کا آغاز کیا ہے۔ امسال اس شعبہ کو مزید ترقی دینے کے لیے جناب حافظ عبد الرشید سابق مدرس مدرسہ تعلیم القرآن محلہ مومن پورہ کی خدمات حاصل کرلی ہیں جو اس وقت ۴۲ طالب علموں کو تعلیم سے آراستہ کرنے میں مصروف ہیں ایک استاد سکول کے بچوں اور بچیوں کو تعلیم دینے کے لیے مقرر ہے۔ مدرسہ کا سالانہ خرچ مبلغ ۶ ہزار روپیہ ہے۔ نیز آج مورخہ ۲۶ شعبان کو حضرت قاری بشیر احمد صاحب مدرسہ میں اتفاقیہ تشریف لائے اور چند بچوں کا کلام سن کر مندرجہ ذیل تاثرات قلمبند فرمائے:

"بحمدہ تعالیٰ بچوں نے کلام پاک با تجوید سنایا سن کر طبیعت بہت خوش ہوئی اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور دیرپا سلامت رکھے" بشیر احمد غفر لہ پانی پتی

مدرسہ عربیہ اسلامیہ آپ کی مالی اور اخلاقی امداد کا طلبگار ہے۔

حبیب الرحمن ہزاروی مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ جامع مسجد جھنگ بازار / جھنگ صدر

ارشادِ نبوی

# فتنوں کا دور

وعن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا اتخذ الفئ دولاً والامانة مغنماً والزكوٰة مغرماً
وتعلم لغير الدين واطاع الرجل امرأته وعق
امه وادنى صديقه واقصى اباه وظهرت
الاصوات في المساجد وساد القبيلة فاسقهم
وكان زعيم القوم ارذلهم واكرم الرجل
مخافة شره وظهرت القينات والمعازف
وشربت الخمور ولعن آخر هذه الامة
اولها فارتقبوا عند ذالك ريحاً حمراء
وزلزلة وخسفاً ومسخاً وقذفاً وآيات
تتابع كنظام قطع سلكه فتتابع

—————— (رواه الترمذي)

ترجمہ:
حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب مالِ غنیمت کو ذاتی مال بنا لیا جائے گا اور امانت کو غنیمت اور
زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے گا اور علم غیر دین کے لئے حاصل کیا جائے
گا، اور آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا۔ اور والدہ کی نافرمانی۔
اور دوست کو قریب کرے گا اور والد کو دُور ہٹائے گا ——
—— اور مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی، اور قبیلہ کا
سردار ان کا فاسق ہوگا۔ اور قوم کا وڈیرا ان کا کمینہ اور گھٹیا
آدمی ہوگا —— اور آدمی کی عزت اس کی شر سے بچنے کے لئے
کی جائے گی۔

—— گانے والیاں اور آلات لہو ولعب (باجے گاجے)
بہت ہو جائیں گے —— شرابیں پی جائیں گی ——
اس امت کے آخر میں آنیوالے پہلوں پر لعن طعن کریں گے۔ سو ایسے
وقت تم سرخ ہوا کے چلنے۔ زلزلہ کے آنے زمین میں دھنسائے جانے شکلوں
کے بگاڑے جانے اور آسمان سے پتھروں کے برسنے کا انتظار کرو (اسکے علاوہ)
اور بہت سی مسلسل نشانیاں ایسے آئیں گی جیسے ہار کا دھاگا ٹوٹنے کے بعد موتی لگاتار گرتے ہیں




از: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

## چند مقتدر علماء کرام کی آراء

○ جناب مستطاب مولانا احمد علی صاحب لاہوری دام ظلہٗ کی خدمت ظہور میں آئی جو عاجز نے متفرق دیکھی، یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ماضی و مستقبل میں اس کی نظیر ناممکن ہے مگر یہ کہنا بے جا نہیں کہ حق تعالیٰ نے ایک بہت بڑی خدمت جناب ممدوح سے لی اور اب انشاء اللہ العزیز عوام و خواص دونوں طبقے اس تفسیر سے اپنی تشفی کر سکیں گے۔

(حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری رح)

○ میں نے مولانا موصوف کی یہ تحریر دربارہ ربط آیات قرآنیہ و ایضاح معانی فرقانیہ مختلف مقامات سے دیکھی بحمد اللہ نہایت مفید اور کارآمد تحریر پائی۔ دلچسپ اور صحیح و ضروری مضامین کا خلاصہ اس طرح اس میں بھر دیا گیا ہے کہ عوام اور خواص دونوں کو بہت زیادہ آسانی کے ساتھ در گرانمایہ ہاتھ آسکینگے۔

(حضرۃ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رح)

○ اس تفسیر کو اول سے آخر تک نہایت غور سے دیکھا ہے اور دیکھنے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے • اول سے آخر تک کوئی بات ایسی نہیں پائی جو اہل سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہو • ربط آیات اس خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جس کی نظیر زمانہ ماضیہ میں معدوم الوجود ہے • مطالب و مضامین قرآن حکیم کی تشریح میں خیر الکلام ماقل و دل کے مطابق اختصار بھی ہے اور باوجود اختصار کے پیرایہ بیان نہایت سہل و سلیس ہے۔

(حضرۃ مولانا سلطان محمود صاحب مدرس مدرسہ فتحپوری)

